حیاتِ خطیبُ البراہین
(علیہ الرحمۃ)
تالیف
غیاث الدین احمد عارف مصباحی نظامی
ناشر
البرکات نیشنل اسلامک اکیڈمی
ضلع روپن دیہی نیپال

نام کتاب	: **حیات خطیب البراہین علیہ الرحمہ**
نام مؤلف	: غیاث الدین احمد عارفؔ مصباحیؔ نظامیؔ
پروف ریڈنگ	: مولانا مظہر علی نظامی علیمیؔ
دعائیہ کلمات	:شہزادہ حضور خطیب البراھین علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی
تقریظات	: مولانا طاہر القادری مصباحی نظامی، مولانا کمال احمد علیمیؔ، نظامیؔ، مولانا مظہر علی نظامی علیمیؔ، مفتی شمس الدین نظامی علیمیؔ
صفحات	:
اشاعت اول	: ۲۲؍جون ۲۰۱۳ء بروز سنیچر
طباعت اول	: فیضی آرٹ پریس گورکھپور
بموقع	: خطیب البراھین کانفرنس- منعقدہ ۲۲؍جون ۲۰۱۳ء بروز سنیچر بمقام سدھارتھ نگر بھیرہوا نیپال
ناشر	: البرکات نیشنل اسلامک اکیڈمی سدھارتھ نگر بھیرہوا، روپندیہی، نیپال

فہرست مضامین

انتساب

☆ ان پاکیزہ ہستیوں کے نام جنھوں نے اپنی پوری زندگی دین اسلام کی حفاظت وصیانت میں وقف فرمادی۔

☆ ان اساتذہ کرام کے نام جنھوں نے علم دین کی لازوال نعمتوں سے مزین کیا۔

☆ میرے والد محترم الحاج محمد امین صاحب قبلہ کے نام جنھوں نے مجھے اس منزل پر پہونچانے میں اپنی تمام تر پریشانیوں کو برداشت کیا، خود مصائب وآلام کا استقبال کرتے رہے مگر ہماری تعلیم کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ آنے دی۔

☆ میری والدہ مرحومہ کے نام جن کی شفقت ومحبت اور شب وروز کی دعاؤں کے سبب میں اس مقام پر پہونچ سکا، جن کی ہر خوشی، ہماری خوشی میں تھی، جن کی ہر چاہت، ہماری چاہت میں تھی، جن کی اپنی پوری زندگی میں صرف ایک تمنا تھی کہ میرا لڑکا عالم دین بن جائے۔

اے کریم ومہربان مولیٰ! میری اس ادنیٰ کاوش کا جو بھی ثواب مرتب ہو، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میری والدہ مرحومہ کی روح کو پہونچے، اور انھیں کروٹ کروٹ جنت کی بہاریں عطا فرما۔ آمین!

غیاث الدین احمد نظامیؔ، مصباحیؔ

اپنی بات

دنیا بھی عجب چیز کا نام ہے، جو اس پر فریفتہ ہوتے ہیں، انھیں جوتے کی نوک پر اُچھال کر ذلیل وخوار کردیتی ہے، اور جو اس سے بھاگتے ہیں، ان کا دامن نہیں چھوڑتی، جو نام ونمود اور شہرت کے خواستگار ہوتے ہیں انھیں درس عبرت بنادیتی ہے، اور گوشہ نشینی اور قناعت اختیار کرنے والوں کو عظمت ورفعت کے اوج ثریا پر پہونچادیتی ہے۔

ایسا اس لئے ہوتا ہے، کیونکہ جو دنیا کی ظاہری زیبائش وآرائش سے کنارہ کش ہوکر اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا متلاشی بن جاتا ہے، اللہ رب العزت اسے اپنے وعدے کے مطابق دنیا وآخرت کی سرخروئی عطا فرمادیتا ہے۔ حضرت علامہ الحاج الشاہ صوفی محمد نظام الدین صاحب علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات بھی انھیں برگزیدہ شخصیات میں سے ایک تھی جس نے اپنی پوری زندگی طلب رضائے الٰہی اور ادائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیگی میں گزاردی، جس کے صلے میں انھیں ایسا بلند مقام حاصل ہوا کہ آج بڑے بڑے علمائے کرام، پیران عظام اور دانشوران اُن کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہونا اپنے لئے باعث فخر تصور کرتے ہیں۔

مجھ حقیر سراپا تقصیر کے دل میں بھی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ حضرت کا ایک ادنیٰ غلام ہوں، اگر میرا نام بھی آپ کے مدح خوانوں میں آجائے تو زہے نصیب! ممکن ہے اللہ رب العزت کی بارگاہ عالی میں میری یہی ادنیٰ سی کاوش مقبول ہوجائے اور ذریعہ نجات بن جائے۔ میں نے اولاً اپنی اس خواہش کا اظہار اپنے جگری دوست حضرت علامہ مولانا مظہر علی نظامی علیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے کیا۔ میری امید کے مطابق حضرت موصوف نے ہر ممکن طرح سے میری مدد کرنے کا یقین دلایا، حوصلہ افزائی بھی کی، پھر میرے عزیز دوست علامہ طاہر القادری مصباحی نظامی نے مجھے حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ پر لکھی گئی تحریروں کا مجموعہ مہیا کرایا۔ میں حضرت کا مشکور ہوں کہ انھوں نے

میری مشکلیں آسان کردیں۔ میرے مشفق ومہربان استاذ شیر نیپال حضرت العلام صوفی الحاج محمد صدیق خان صاحب پرنسپل مدرسہ غوثیہ بھیرہوا نیپال نے میرا ارادہ سن کر مسرت کا اظہار فرمایا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ حضرت مفتی محمد شمس الدین نظامی علیمی، حضرت مولانا ابوالوفاء نظامی، حافظ جان محمد عطاری، مولانا منیر عالم فیضی، مولانا عبدالنبی نظامی، مولانا سید علی نظامی پرنسپل سعید العلوم لکشمی پور مہراج گنج، مفتی ذوالفقار احمد نظامی، وغیرہ نے بھی ہر طرح سے مجھے تعاون کا یقین دلایا۔ کہتے ہیں کہ حوصلہ بڑھانا خود اپنے آپ میں ایک بہت بڑا تعاون ہے۔

ان حضرات کی حوصلہ افزائی سے مسرور ہوکر مورخہ ۲۸؍ جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ مطابق ۹؍مئی ۲۰۱۳ء بروز جمعرات میں نے قلم اُٹھایا۔ اسے میرے حوصلے کی آزمائش ہی کہیے کہ اسی درمیان مجھ پر شدید بخار اور سردی، زکام، کھانسی نے حملہ کردیا۔ لیکن شدت تکلیف کے باوجود اللہ کا نام لے کر تعلیم وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا، دیگر مشاغل بھی ہوتے رہے، اور یہ کام بھی بند نہ ہوا۔

بحمدہٖ تعالیٰ آج مورخہ ۱۲؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳؍مئی ۲۰۱۳ء بروز جمعرات یہ مختصر تحریر مکمل ہوئی۔ اے میرے مہربان وکریم مولیٰ! سارے جہانوں کے پالنہار! میرے نامۂ اعمال میں گناہوں کے سوا کچھ نہیں، میری یہ ادنیٰ سی کاوش صرف اور صرف اس لئے ہے کہ بروز قیامت تیرے ان محبوبوں کے طفیل آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوجائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

اسی جناب سے دل کو ہے مغفرت کی امید ☆ جبین شوق اسی آستاں پہ رکھنا ہے

بندۂ عاصی

غیاث الدین احمد عارف مصباحی، نظامی

خادم التدریس- مدرسہ عربیہ سعید العلوم یکما ڈپو لکشمی پور مہراج گنج

دعائیہ کلمات

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، شہزادہ حضور خطیب البراھین، حبیب العلما، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ النورانی، سجادہ نشین: خانقاہ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ، رضویہ، نظامیہ، اگیا شریف و سربراہ اعلی، جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی، بازار سنت کبیر نگر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحمدہ تعالی آج ۲۳؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۳؍جون ۲۰۱۳ء بروز پیر خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، رضویہ، نظامیہ، موضع اگیا، پوسٹ چھاتا، ضلع، سنت کبیر نگر میں عزیز القدر، عزیزی مولانا محمد طاہرالقادری نظامی مصباحی تشریف لائے، موصوف نے بتایا کہ جماعت اہلسنت کے ممتاز مخلص عالم دین، باصلاحیت استاذ، اور بہترین قلمکار، اور عمدہ سخنور وادیب حضرت مولانا غیاث الدین احمد عارف مصباحی نظامی استاذ جامعہ عربیہ سعید العلوم، یکما ڈپو لچھمی پور، مہراج گنج نے حضور خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان سے متعلق ''حیات خطیب البراہین'' تالیف فرمائی ہے۔ یہ سن کر فرحت ومسرت ہوئی، کیونکہ وہ داعیان الی الحق جو باعمل ہوکر قوم وملت کو پیغام دیتے ہوئے اس دار فانی سے ملک جاودانی کی طرف کوچ کر جاتے ہیں انکی زندگی کے لمحات قوم وملت کے لئے باعث نصیحت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہے: **''لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الابصار''** (پارہ ۱۳ سورہ یوسف ع ۱۲) ترجمہ: ان کی خبروں سے عقلمندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں، اور ان کے پاکیزہ ارشادات وتلقینات میں یہ حقیقت بے نقاب دکھائی دیتی ہے کہ دنیا کی زندگی محض دھوکا ہے اور یہ دنیا صرف آزمائش وامتحان گاہ ہے۔ جیسا کہ رب ذوالجلال کا ارشاد ہے: **''وماالحیوٰۃ**

الدنیا الا متاع الغرور لتبلون فی اموالکم و انفسکم" (پارہ ۴ سورہ آل عمران ع ۱۹) ترجمہ: "اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے، بے شک ضرور تمھاری آزمائش ہوگی تمھارے مال اور جانوں میں"۔ علاوہ ازیں ارشاد ربی ہے، "**واتبع سبیل من اناب**" (پارہ ۲۱ سورۃ لقمان ع ۲) ترجمہ: "اسکی راہ چل جو ہماری طرف رجوع لایا"

اسی کی ترجمانی فرمائی ہے حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت بر قرار

یعنی جو باعمل رہ کر دنیا سے کوچ کیے ان کے پاکیزہ ناموں اور عمدہ کارناموں کو دہراتے رہو، تاکہ تمہارا نام بھی نیکوں کے ساتھ برقرار رہے۔ بلکہ مقبول بارگاہ الہیہ کے تذکرہ نویسوں کو مزید خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

خواہی کہ نامت بود در جہاں
مکن نام نیکاں بزرگاں نہاں

مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر عزیزی غیاث الدین صاحب زید مجدہ قابل مبارک باد ہیں، جنھوں نے ایک عالم باعمل ولی کامل مرشد طریقت کے صحیفہائے حیات کے تابناک پہلوؤں کو قلمبند فرمایا ہے۔ رب کریم مولانا موصوف کے علم و عمل، تقوی و طہارت، تحریر وقلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور دارین میں سرخرو رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین، صلوات اللہ تعالی علیہ اجمعین۔

دعا گو
محمد حبیب الرحمن قادری عفی عنہ

خادم: خانقاہ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ رضویہ، نظامیہ موضع اگیا، چھاتا ضلع سنت کبیر نگر
۲۳/رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۳/جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

تقریظ

ادیب شہیر، فاضل بے نظیر، حضرت علامہ محمد طاہر القادری مصباحی نظامی
استاذ: جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی، بازار سنت کبیر نگر،
وایڈیٹر ضیائے حبیب میگزین لہرولی بازار

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علمائے کرام اور مشائخ ذوی الاحترام کی شخصیت کو متعارف کرانے کے لیے ہر زمانے میں اہل قلم نے بھرپور کوشش کی ہے تاکہ ان مقدس ہستیوں کے نقوش حیات کے روشن اور تابناک گوشوں سے لوگوں کو آگاہی کرائی جاسکے، مگر گذشتہ دو دہائیوں میں علمائے اہلسنت نے اس میدان میں جو پیش قدمی کی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ حضور خطیب البراہین تاج الاصفیا، حضرت علامہ الحاج صوفی، مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی شخصیت وہ شخصیت ہے جن کی زندگی میں ہی علمائے کرام نے آپ پر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ روز نامہ راسٹریہ سہارا اردو گورکھپور اور سہ ماہی، نوری نکات نے نمبر نکالے اور وصال کے بعد ابھی چند ماہ ہی گذرے ہیں کہ ماہنامہ کنزالایمان، سالنامہ ضیائے حبیب، نے آپکی حیات و خدمات پر پر نمبر شائع کئے۔ روزنامہ راسٹریہ سہارا اردو، امر اجالا ہندی، دینک جاگرن ہندی جیسے اخبار نے ضمیمے شائع کئے۔ اسی کی ایک کڑی حضرت

مولانا غیاث الدین احمد عارف مصباحی، نظامی۔ استاذ جامعہ عربیہ سعید العلوم یکما ڈپو لکشمی پور، مہراج گنج کی تازہ تصنیف ''حیات خطیب البراہین'' ہے۔

مولانا موصوف جماعت اہلسنت کے ممتاز عالم دین، ذی استعداد مدرس ،بہترین قلمکار، عمدہ ادیب وشاعر ہیں۔ ہند و نیپال کے سرحدی علاقے میں آپ کی خدمات قابل تعریف ہیں، مولانا موصوف نے اس کتاب میں حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کو پیش کر کے ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے، یہ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر جامع ہے، اور قارئین کے لئے مفید بھی۔

پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مقبول انام بنائے، اور حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ کے فیضان سے جملہ احباب اہل سنت بالخصوص مولف کتاب کو مالا مال فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

گدائے دربار نظامی

محمد طاہر القادری مصباحی نظامی

خادم۔ جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی، بازار سنت کبیر نگر

تقریظ

فاضل نوجوان، ادیب باکمال حضرت علامہ مولانا کمال احمد علیمی، نظامی صاحب
قبلہ مدظلہ العالی، استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماضی قریب میں اپنے علم وعمل سے سب سے زیادہ متاثر کرنے والی شخصیات میں خطیب البراہین حضرت علامہ صوفی مفتی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ کا نام سرفہرست ہے، علمیت وروحانیت کا اجتماع کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے، مگر حضرت کی ذات ان دونوں کا حسین سنگم نظر آتی ہے، لاکھوں حضرات کا شرف ارادت حاصل کرنا، ۵۴ سالہ تدریسی خدمات، ملک بھر میں تقریر کے ذریعہ ارشاد وتبلیغ، خاموش اداؤں سے شریعت وسنت کی ترویج واشاعت، درجن بھر سے زائد کتب ورسائل کی تصنیف، یہ وہ خصائص واوصاف ہیں جو حضرت کی ذات کو عوام وخواص میں انفرادی شان عطا کرتے ہیں۔ اور دنیا سے بے رغبتی کی بات کیجئے تو آپ کی شخصیت لاجواب نظر آتی ہے۔

آپ کی انھیں خصوصیات واوصاف نے ہر کسی کے دل میں آپ کی عقیدت ومحبت کے چشمے بہا دیئے تھے، اپنے تو اپنے غیروں کی جبین عقیدت آپ کے حضور خم نظر آتی تھی، آپ کی ظاہری زندگی میں ہی آپ کی حیات وخدمات پر متعدد مضامین اور کتب ورسائل منصۂ شہود پر آئے، اور بعد وفات تو قوم نے جس انداز میں اپنے اس محسن کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا وہ کم ہی لوگوں کے نصیب میں آتا ہے، آپ کی ذات کو مقررین وشعرا نے اپنی خطابت ومنقبت کا موضوع بنایا، ہزاروں بزمیں آپ کے ذکر جمیل کی روشنی میں ضیا بار ہوئیں، بے شمار محفلیں آپ کے ذکر خیر سے لالہ

زار ہوئیں، اور نہ جانے کتنے قرطاس وقلم آپ کی مدح سرائی سے بہرہ ور ہوئے، سیکڑوں صفحات پر مشتمل خصوصی نمبرات شائع ہوئے، وقت کے نامی اخبارات وجرائد آپکی زندگی کے نقوش تابندہ کو سمیٹنے سے قاصر رہے، آپ کی ذات پر تحقیق وتصنیف کا سلسلہ شروع ہوا اور تحقیق کے میدان میں ''نظامیات'' کے باب کا اضافہ ہوا۔

زیر نظر کتاب ''حیات خطیب البراہین'' اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے، جس کے مصنف اہلسنت کے ایک ذمہ دار عالم دین اور قلم کار حضرت مولانا غیاث الدین احمد عارفؔ مصباحیؔ، نظامیؔ ہیں۔ کتاب پڑھ کر قارئین کو خود ہی صاحب کتاب کی عظمت شان کا اندازہ لگ جائے گا۔

ع عطر آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

یہ کتاب جس ذات کے ساتھ منسوب ہے اس کا فیضان اس کتاب کو لازوال بنانے کے لئے کافی ہے، کتاب کے مشمولات خوب سے خوب تر ہیں، اور حیات خطیب البراہین کے مختلف گوشوں کو محیط ہیں، ابھی بہت سارے پہلو پردۂ خفا میں ہیں جنھیں منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے، مجھے یقین ہے کہ لائق مصنف کا نقش ثانی نقش اول سے زیادہ بہتر ہوگا، امید ہے کہ نظامیات کے حوالے سے یہ آخری کتاب نہیں ہوگی۔ چراغ سے چراغ جلتے رہینگے اور نظامیات کے باب میں نئے نئے گوشے سامنے آتے رہیں گے۔

دل کی اتھاہ گہرائیوں سے صاحب کتاب کی خدمت میں تہنیت وتبریک کے سوغات پیش ہیں اور دعا ہے کہ حضور خطیب البراہین ہی کی طرح اس کتاب کو بھی رب تعالی مقبولیت عامہ وتامہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد

کمال احمد علیمی عفی عنہ

خادم دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا ومصلیا

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیا اللہ پاک مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت پیدا فرما دیتا ہے۔

اللہ رب العزت کے اس فرمان پر ہمارا ایمان وایقان تھا، ہے اور رہے گا، لیکن اگر کوئی اپنے سر کی آنکھوں سے اس کی عملی تصویر دیکھ لے، تو پھر اس کے ایمان وایقان کی پختگی کا عالم کیا ہوگا؟ اس کا اندازہ بندگان خدا کو اس وقت ہوا جب آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، مرد حق آگاہ، تاج دار ملت، فخر اہل سنت، علم ظاہر کے اتھاہ سمندر، علم باطن کے کوہ گراں، کشور علم وعرفان کے شہنشاہ اور اقلیم حکمت ودانش کے کج کلاہ، سرتاپا جود وسخا، پیکر شرم وحیا، ناز خانقاہ مارہرہ مطہرہ، فخر علماء واولیائ، عاشق غوث وخواجہ ورضا، مقبول بارگاہ خدا ومصطفی (جل شانہ وصلی اللہ علیہ وسلم) حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محدث الشاہ صوفی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شامل ہونے کے لئے مومنین کا ایک سیلاب نظر آیا۔ اس سے قبل ہم نے لوگوں کے ''ٹھاٹھیں مارتے سمندر'' کا محاورہ تو سنا تھا مگر یہاں روئے زمین پر اس کا حقیقی وجود دیکھنے کا شرف بھی حاصل ہو گیا، بے ساختہ مذکورہ آیت زبان پر جاری ہوگئی، اور دل پکار اٹھا، جب اللہ بلائے تو کون نہ آئے۔ جب دلوں میں رب العالمین ہی محبت ڈال دے تو پھر کسی اشتہار کی ضرورت کیا؟ سچ کہا ہے ؎

صداقت ہو تو دل سینے سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ

حقیقت خود کو منواتی ہے منوائی نہیں جاتی

اسی لئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: جب اللہ رب العزت اپنے کسی بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے فلاں میرا محبوب بندہ ہے، جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے، سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام ہو جاتی ہے۔

ولادت: تپہ اجیار کے مشہور و معروف گاؤں، اگیا، پوسٹ دودھارا، ضلع سنت کبیر نگر، یو پی کی سرزمین پر ۲۱؍رجب المرجب ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۵؍جنوری ۱۹۲۸ء کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ والدین نے آپ کا نام **محمد نظام الدین** رکھا۔ (علیہ الرحمہ)

خاندانی پس منظر: آپ کی ولادت باسعادت ایک زراعت پیشہ مگر دیندار گھرانے میں ہوئی، آپ اپنے والدین کی پہلی اولاد نرینہ تھے اس لئے آپ کی پیدائش کے حسین موقع پر اہل خانہ اور قرابت داروں کو کافی مسرت ہوئی۔ پھر انتہائی شفقت و محبت کے ماحول میں آپ کی پرورش ہوتی رہی۔ آپ نے جب ذرا ہوش سنبھالا تو اپنے اردگرد خالص اسلامی اور دینی ماحول پایا۔

والد محترم: آپ کے والد محترم جناب نصیب اللہ مرحوم ایک دیندار اور پرہیزگار شخص تھے، اپنے گاؤں میں اس وقت سب سے زیادہ جانکار تھے، گاؤں کے لوگ اپنے بچوں کا نام آپ ہی سے رکھواتے تھے۔ انھوں نے اپنے وقت کے مروجہ نصاب پرائمری کے مطابق اپنی جماعت میں ممتاز پوزیشن حاصل کی تھی۔ جس کے اعزاز میں برٹش گورنمنٹ نے آپ کے لئے ماہانہ وظیفہ بھی مقرر کیا تھا۔ ۱۹۵۳ء بروز جمعۃ المبارک کہ آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور گاؤں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

والدہ محترمہ: آپ علیہ الرحمہ کی والدہ محترمہ، مرحومہ، ریمونہ خاتون انتہائی

پاکیزہ صفت کے مالکہ اور عابدہ و زاہدہ تھیں۔ فرائض و واجبات کے ساتھ نوافل و مستحبات کی بھی پابندی کرتی تھیں، پوری پابندی سے نماز تہجد اور دلائل الخیرات شریف پڑھتی تھیں۔ تلاوت کلام اللہ ان کی روحانی غذا تھی، آپ کی ریاضت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علامہ حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ ہماری دادی محترمہ نماز تہجد کے بعد روزانہ سات یا آٹھ پارہ قرآن کریم کی تلاوت اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد و وظائف سے فارغ ہونے کے بعد ہی صبح کا ناشتہ تیار کرتیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ دادی محترمہ تلاوت قرآن کریم کی ایسی عادی تھیں کہ ماہ ذی قعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ماہ جون ۱۹۹۰ء میں جب والد محترم (حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ) نے اپنی ضعیفہ والدہ ماجدہ کو لے کر زیارت حرمین شریفین کا ارادہ فرمایا تو دادی محترمہ کی کبر سنی کے پیش نظر خدمت کے لئے مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ ابھی ہم لوگ مکہ معظمہ میں قیام گاہ پر پہونچے ہی تھے کہ دادی محترمہ نے تلاوت کے لئے قرآن کریم طلب کیا، چونکہ قرآن کریم ہمراہ نہیں لے جا سکے تھے اس لئے والد بزرگوار نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ مکہ مکرمہ کے کسی کتب خانے سے قرآن پاک لاؤ۔ میں بازار مکہ میں گیا اور قرآن پاک لیا، اور محترمہ دادی کو جوں ہی پیش کیا وہ خوش ہو گئیں اور مجھے دعائیں دیتے ہوئے فوراً تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہو گئیں۔

مکہ مکرمہ میں ایک بار دادی محترمہ کی طبیعت خراب ہو گئی تو بعد نماز تہجد قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہوئیں۔ ہم لوگ ناشتے کے لئے اصرار کرتے رہے، مگر تلاوت کرنا موقوف نہ کیا، بار بار کہنے سے بہ مشکل تمام تھوڑا توقف کیا۔ بعد ناشتہ پھر تلاوت میں مشغول ہو گئیں، زوال کے وقت تھوڑا، توقف کیا، نماز ظہر کے بعد عصر تک تلاوت جاری رکھا۔ بعد نماز مغرب پھر تلاوت کرنے بیٹھ گئیں۔ یہ منظر وارفتگی دیکھ کر ہم لوگ محو حیرت تھے کہ انسان کی طبیعت جب خراب ہوتی ہے تو آرام کرتا ہے اور محترمہ دادی کی خراب طبیعت کو تلاوت کلام ربانی سے آرام مل رہا ہے۔ سبحان اللہ۔

کہتے ہیں کہ بچوں پر سب سے پہلا اثر والدین کا پڑتا ہے اور پڑنا بھی چاہئے۔
یہی وجہ ہے کہ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ بچپن سے ہی متبع شریعت ہو گئے اور آخری سانس تک اسی پر قائم ودائم رہے۔

اولاد: اللہ رب العزت نے آپ کو دو اولاد عطا فرمائی۔(۱) حضرت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ وسربراہ اعلیٰ جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی محمد نظام الدین لہرولی بازار بستی۔(۲) محترمہ شریف النساء صاحبہ۔

تعلیمی سفر: مقامی مکتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنی تعلیمی سفر کا آغاز دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ بستی سے فرمایا۔ ۱۹۴۷ء میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ میرٹھ کا رُخ کیا، وہاں پر ایک سال رہ کر اپنے روحانی مربی حضرت علامہ حاجی مبین الدین محدث امروہوی اور امام النحو حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہما الرحمہ سے اکتساب فیض کرتے رہے۔
۱۹۴۸ء میں ہندوستان کی عظیم سنی دانشگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا اور اساتذہ اشرفیہ بالخصوص حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ فیض سے علم کی لازوال نعمتوں سے مالا مال ہوتے رہے اور ۱۹۵۲ء میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ وحضرت سید محمد صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمہ ودیگر اکابر علماء کے ہاتھوں آپ کو الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے سند ودستار فضیلت عطا کی گئی۔

صوفی صاحب کا لقب: چونکہ آپ کی پرورش ایک اسلامی ماحول میں ہوئی تھی۔ اور آپ فطرتاً بھی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ثابت ہوئے تھے، اس لئے آپ کو بچپن ہی سے لہو ولعب، کھیل کود، ہنسی مذاق اور دیگر خرافات طفلی سے شدید نفرت تھی اور طلب علم کی لگن کے ساتھ ساتھ ذوق عبادت اور تقویٰ و پرہیزگاری کے اوصاف جمیلہ کی طرف آپ کا میلان اس قدر شدید تھا کہ اس سے سرمو انحراف بھی آپ کو گوارہ نہ تھا۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب مبارکپوری علیہ الرحمہ جو الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں دارالاقامہ کے نگراں تھے، کا بیان ہے کہ ”میں جب فجر کی نماز کے لئے طلبہ کو بیدار کرنے جاتا تو مولانا نظام الدین (صوفی صاحب علیہ الرحمہ) کو ہمیشہ وضو کرتے یا وضو سے فارغ پاتا۔

آپ کی اتباع شریعت کا یہ جذبہ دیکھ کر آپ کے ہم سبق ساتھی اور علماء واساتذہ آپ کو صوفی صاحب کے لقب سے پکارنے لگے۔ (اور آہستہ آہستہ یہ لقب اتنا مشہور ہو گیا کہ آپ کے نام کا جزء لاینفک بن گیا۔)

جس وقت آپ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں زیر تعلیم تھے اس وقت آپ نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں یہ عریضہ پیش کیا کہ: حضور میرے ساتھی مجھے صوفی کہتے ہیں جبکہ میں اپنے کو اس کا مصداق نہیں سمجھتا۔ آپ ان لوگوں کو سمجھا دیں کہ اس طرح نہ کہیں، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو بغور دیکھا اور پرزور انداز میں ارشاد فرمایا:

”جی ہاں! ہم بھی آپ کو صوفی صاحب کہتے ہیں اور آپ ہیں اس لئے تو کہتے ہیں۔“ (ماہنامہ اشرفیہ، مئی ۲۰۱۳ء، ص۶/محدث بستوی سنت رسول کے آئینے میں،)

سچ ہے: ع

ولی را ولی می شناسد

علم تفسیر کے تاجدار شیخ القرآن حضرت علامہ **عبداللہ خاں** عزیزی ارشاد فرماتے ہیں کہ ”حضرت مولانا نظام الدین صاحب کی رفاقت ومصاحبت کا مجھ کو کچھ دنوں تک شرف حاصل رہا وہ خاموش طبیعت کے انسان ہیں اور کاروبار دنیا اور اس کے مشاغل سے دور رہنے کے عادی نظر آئے، وہ اسی وقت متکلم شیریں کلام ہوتے ہیں، جب کوئی شخص ان سے گفتگو کرنے کے لئے اصرار کرے ورنہ ان کی زبان مبارک پر سکوت طاری رہتا ہے۔ یہ ایک ایسا وصف خصوصی ہے جو ان کی ذات کو دوسرے سے ممتاز

کر کے صوفیائے کرام کی گروہ میں ان کو داخل کر دیتا ہے۔ وہ دین و دیانت کے پابند ہیں وہ اپنی زبان سے بڑے بڑے مخالف و معاند کے لئے بھی ناز یبا لفظ استعمال کرنا گوارہ نہیں کرتے، بلکہ نپے تلے الفاظ میں گفتگو کرنے کے عادی ہیں اور اگر صوفیاء کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو یقین کامل پیدا ہوگا کہ وہ بھی ہرزہ سرائی، لایعنی بات چیت، غیبت وحسد، حرص وطمع، جیسے اوصاف ذمیمہ سے پاک ہوتے ہیں، ہمارے ممدوح مکرم بھی ان خصائل مذمومہ سے بالکل عاری ہیں۔ وہ اپنی زبان مبارک کو دوسرے لوگوں کے متعلق حاسدانہ جذبہ کے اظہار کے لئے استعمال نہیں کرتے ہیں، اور غیبت سے آلودہ کرنے سے بھی پاک وصاف رکھتے ہیں، اس لئے میرے نزدیک اس خصوصیت کی وجہ سے بھی صوفی کا لفظ ان کی ذات پر زیادہ چسپاں ہے۔"

(سالنامہ ضیائے حبیب کا خطیب البراھین نمبر ص ۵۱)

کوئی سنت کسی لمحہ نہ ان سے چھوٹتے دیکھی
خدا جانے کہ انکا مرتبہ کیا ہے کہاں وہ ہیں

خطیب البراہین کا لقب

آپ نے طالب علمی کے زمانے سے ہی خطاب فرمانا شروع کر دیا تھا، اور زندگی کی آخری سانس لینے سے تقریباً ۲ر۳ سال قبل تک تبلیغ کا یہ انداز جاری رہا، آپ کے بیان کا انداز اس اعتبار سے نرالا تھا کہ آپ عام مقرروں کی طرح صرف لفاظی، زور بیانی اور چیخ و پکار سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ اپنی ہر بات قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے اقوال اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے اشعار سے مزین کر کے بڑے لطیف پیرائے میں پیش فرماتے تھے۔ اس طرح کہ قرآن کا حوالہ ہے تو آیت نمبر، پارہ، رکوع۔ اور حدیث کا حوالہ ہے، تو کتاب کا نام، باب، صفحہ وغیرہ بیان کرنے

کا التزام فرماتے تھے، ایک دعویٰ پر کئی کئی دلیلیں پیش کرتے، کبھی بھی بلا دلیل کوئی بات نہیں کہتے۔

آپ کے ہمعصر علما و صلحا اور ادبا نے آپ کے خطاب میں دلائل و براہین کے انھیں انبار کو دیکھ کر آپ کو خطیب البراھین (یعنی دلیلوں کے ساتھ اپنی بات پیش کرنے والا مقرر) کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ لقب بھی آپ کے نام کے ساتھ ایسا وابستہ ہوا کہ اب اگر یہ لقب کسی اور کے ساتھ لگایا جاتا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسے حضرت کے نام سے سرقہ کر کے زبردستی چسپاں کیا گیا ہے۔

ویسے آج کل تو القابات اس قدر عام ہو گئے ہیں کہ جس کو چاہا دے مارا، جلسوں کا پوسٹر دیکھ لیجئے، ایسے ایسے القابات وخطابات کہ اللہ کی پناہ! کوئی علامہ سے کم نہیں۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں یہ پوسٹر دیکھ کر ہمارے بڑے علماء سوچتے ہونگے۔ کاش ہمیں یہ دن دیکھنے کو نہ ملتے!! یہ بات تو بس یوں ہی آگئی، کہنا یہ ہے کہ آج لوگوں نے تقریر کو بہت آسان سمجھ لیا ہے اور عام طور پر آج کل جس طرح تقریر کرنے اور سننے کا رواج بن گیا ہے وہ آسان ہے بھی۔ کیونکہ اس میں صرف یہ ہنر چاہئے۔ بلند آواز، چیخ و پکار، شور شرابا، چلا چلی وغیرہ، لیکن جس اہتمام کے ساتھ حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ خطاب فرماتے تھے وہ کل بھی مشکل تھا اور آج بھی مشکل ہے۔ ظاہر سی بات ہے اپنی باتوں کو دلائل و براہین کے ساتھ مزین کرنا اسی کے بس کی بات ہے جو ان پر مضبوط گرفت رکھتا ہو۔ اور حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ نہ یہ کہ صرف ان پر مضبوط گرفت رکھتے تھے بلکہ دلائل و براہین کے اسرار و رموز پر بھی گہری نظر رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ الرحمہ کی تقریر، عوام تو عوام بڑے بڑے علماء بھی پسند کرتے تھے اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور جیسی عظیم المرتبت شخصیت کی زبان بھی آپ کی تقریر کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان تھی۔

ایک بار امرڈوبھا کے اجلاس میں حافظ ملت علیہ الرحمہ مدعو تھے، جلسہ شروع ہوا تو حضرت اپنی قیام گاہ پر آرام فرما تھے، جب صوفی صاحب علیہ الرحمہ کی تقریر شروع ہوئی تو آپ بیدار ہوگئے۔ اسٹیج پر تشریف لے گئے، اور پیٹھ ٹھونک کر حیرت انگیز مسرت کا اظہار فرمایا اور بے پناہ دعاؤں سے نوازا۔ (ماہنامہ اشرفیہ مئی ۲۰۱۳ئ، ص:۷)

تدریسی خدمات

۱۹۵۲ء سے ۲۰۰۸ء تک کل چھپن سال تک آپ نے مندرجہ ذیل اداروں میں تدریسی خدمات انجام دی۔

(۱) دارالعلوم اہلسنت فیض الاسلام مہنداول، ضلع بستی

(۲) دارالعلوم اہلسنت شاہ عالم احمد آباد، گجرات

(۳) دارالعلوم اہلسنت فضل رحمانیہ پچپڑوا، گونڈہ

(۴) دارالعلوم اہلسنت تنویر الاسلام امرڈوبھا، بکھرہ، بستی

آخرالذکر ادارہ دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام امرڈوبھا میں آپ ۱۹۶۳ء تا ۲۰۰۸ء کل پیتالیس سال تک بہ حیثیت شیخ الحدیث طالبان علوم نبویہ کو اپنا علمی و روحانی فیض پہنچاتے رہے۔ ۳۰ رجون ۱۹۸۷ء کو آپ ریٹائر ہوگئے اور اس کے بعد بلا معاوضہ ۲۱ رسال تک بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔

طرز تدریس و تعلیم

مدرس اور استاذ بننا تو آسان ہے، مگر طلبہ کو اپنی باتیں سمجھا کر ان کے دل میں اتار دینا، بڑا مشکل کام ہے۔ حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ کے درس دینے اور پڑھانے کا انداز اتنا انوکھا اور نرالا ہوتا تھا کہ کمزور سے کمزور طالب علم آپ کی گفتگو آسانی سے سمجھ لیتا، درسگاہ میں آپ ہمشہ باوضو ہوکر بیٹھتے، یہ التزام صرف احادیث کی کتابوں کے ساتھ خاص نہیں تھا، بلکہ جملہ اوقات تدریس آپ اس کا لحاظ فرماتے۔ آپ کے شاگرد رشید حضرت علامہ مقبول احمد سالک مصباحی بانی جامعہ خواجہ قطب الدین بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پڑھانے کا انداز استاذ العلما جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مبارکپوری علیہ الرحمہ سے کافی ملتا جلتا تھا۔ کیونکہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ لمبی چوڑی تقریر کرکے طلبہ کا وقت ضائع نہ کرتے تھے۔ عموماً حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ ضروری مقامات کی تشریح کردیتے۔ اگر کوئی اعتراض پیدا ہونے والا ہوتا، تو اسے پہلے ہی دفع کردیتے، طلبہ سے عبارت ضرور سنتے، الفاظ واعراب کی غلطی پر سخت تنبیہ کرتے۔

خشیت الٰہی

اللہ پاک نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا اِنْ اَولِیَاؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْن۔ اللہ کے ولی وہ ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلمائ۔

ان دونوں آیات کی روشنی میں جب ہم حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی حیات کا ہر لمحہ خوف خداوندی سے لبریز تھا۔ بلاشبہ آپ اللہ رب العزت کے سچے ولی ہیں، اور عالم ایسے کہ بڑے بڑے علماء آپ پر قربان ہونا اپنے لئے باعث فخر تصور کرتے، آپ صحیح معنوں میں علما کی اس صف

میں تھے جن کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **العلماءُ ورثۃ الانبیاءٔ**۔ علماء نبیوں کے وارث ہیں، سو آپ کے اندر خوف خداوندی کا پایا جانا فرمان خداوندی کی تصدیق تھی۔ آیئے مندرجہ ذیل واقعات کے ذریعہ اپنے دل ودماغ کو جلا بخشتے ہیں۔

(۱) علامہ ادریس بستوی نائب ناظم الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور بیان کرتے ہیں:

صدر مدرس کا سرکاری عہدہ بسا اوقات مشکل پیدا کردیتا ہے، مگر صوفی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے اس عہدہ کو اپنی صداقت، تقویٰ وطہارت میں حائل نہ ہونے دیا اور نہ ہی کسی ایسے کاغذ پر دستخط کیا جس کی سچائی میں ذرہ برابر بھی شک رہا ہو۔

بڑا ہی مشہور واقعہ ہے کہ آپ کے دور صدارت میں انسپکٹر مدارس عربیہ اتر پردیش کی آمد بغرض معائنہ دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا میں ہوئی۔ چونکہ وہ ایک خاتون تھیں اور حضرت صوفی صاحب کا کسی نامحرم عورت سے سامنا کرنا اور ہم کلام ہونا ناممکن تھا ارکان ادارہ اور سرکاری دفتروں میں آنے جانے والے حضرات کی زبردست کوشش تھی کہ حضرت ان سے بات کرلیں۔ مگر حضرت اس پر راضی نہ ہوئے، لوگوں نے کہا حضرت آپ کی ملاقات اور آنے والی افسر کی دل جوئی سے ادارہ کو بہت فائدہ ہوگا۔ تو حضرت نے فرمایا:

’’دین کو دے کر دنیا حاصل کرنے کی کوشش کرنا سب سے بڑا خسارہ ہے، اس لئے میں اس خسارہ کو منظور نہیں کرسکتا۔‘‘

یقینا یہ بڑی دشوار منزل تھی۔ اس مقام پر جہاں کسی افسر کی دل جوئی کا معاملہ ہو بڑے بڑے لوگوں کے حوصلے پست ہوجاتے ہیں، لیکن ایسے عالم میں بھی حضرت صوفی صاحب کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ اور آپ نے شرعی قانون پر پورے اطمینان سے عمل کیا۔

(۲) ایک بار آپ علیہ الرحمہ اپنی زمانہ طالب علمی میں اپنے کھیت گئے۔ اس

وقت مٹر کی فصل تیار تھی۔ آپ ایک کھیت سے مٹر کی پھلیاں توڑنے لگے، اسی درمیان گاؤں کے ایک شخص کا ادھر سے گذر ہوا، اس نے حضرت کو دیکھ کر کہا صوفی صاحب یہ آپ کا کھیت نہیں یہ تو تجمل حسین صاحب کا کھیت ہے، اتنا سننا تھا کہ خوف الٰہی سے آپ کے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا اور آپ کے ہاتھ رک گئے، فوراً آپ گھر واپس آئے اور مالک کھیت کے گھر پہونچے، اس سے واقعہ بتا کر معافی مانگی اور بچی ہوئی مٹر کی پھلیاں واپس کردیں۔ کھیت کا مالک حضرت صوفی صاحب جو ابھی ایک چھوٹے بچے تھے کی خشیت الٰہی اور خوف خداوندی دیکھ کر حد درجہ متاثر ہوا اور بہت ساری دعائیں دی۔

اللہ رب العزت حضرت کے اس واقعے سے ہمیں نصیحت وعبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ورنہ آج تو معاملہ یہ ہے کہ پوری پوری جائداد غصب کرجاتے ہیں اور بدن کا ایک رونگٹا بھی خوف الٰہی سے نہیں کھڑا ہوتا۔

(۳) بکھرہ میں ایک بار آپ کچھ علماء کے ساتھ بھونو بھائی سلائی ماسٹر کی دکان پر تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ میرا یہ پوری آستین والا سوئٹر ہے، اسے پہن کر وضو بنانے میں دشواری ہوتی ہے، آپ اس میں چین لگادو۔ حضرت انھیں سوئٹر دے کر علماء کے ساتھ دین کی باتوں سے مشغول ہوگئے، ادھر ماسٹر موصوف نے آستین چاک کیا اور اپنے کترن سے ایک سفید کپڑا نکال کر چین کے ساتھ سل دیا۔ کچھ دیر بعد حضرت نے فرمایا آستین بنادیجئے اب، ہم چلیں گے، ٹیلر ماسٹر صاحب نے کہا، حضرت بن کر تیار ہے، اور سوئٹر آگے بڑھادیا۔ حضرت نے آستین دیکھا تو فرمایا یہ سفید کپڑا آپ نے کہاں سے لگادیا۔ عرض کیا! حضور کترن سے نکال کر لگادیا، یہ سن کر حضرت کا چہرہ متغیر ہوگیا اور فرمایا، یہ تو بہت غلط ہوا آپ اسے فوراً نکال دیں۔ دوسرے کا کترن بلا اجازت میرے لئے کیسے جائز ہوسکتا ہے، اور پھر آپ نے کپڑے کی دکان سے ایک گرہ کپڑا خرید وا کر منگوایا پھر اسے لگا کر سوئٹر میں چین سلی گئی۔

ولی کامل

حضرت کا یہ کمال احتیاط اور تقویٰ دیکھ کر حاضرین حیران و ششدر رہ گئے ۔ جی ہاں! تقویٰ کے یہی وہ انوکھے انداز ہیں کہ جب بندہ اس منزل پر فائض ہوجاتا ہے کہ بندہ ہر کام میں اللہ ورسول کی رضا اور خوشنودی کا طالب ہوتو پروردگار دونوں عالم میں اس کا چرچا عام فرمادیتا ہے۔ اور اسے اپنا ولی اور محبوب بنالیتا ہے۔ جیسا کہ خود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا انّ اولیاؤہ الا المتقون۔ اللہ کے اولیاء وہ ہیں جو تقویٰ والے ہیں۔

اور متقی وہی ہوسکتا ہے جو صاحب ایمان ہو۔ گویا ولایت کی دو بنیادی شرطیں ہیں:
(۱) ایمان (۲) تقویٰ۔ یعنی ولی کامل کا مومن اور متقی ہونا شرط ہے ۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مومن اور متقی کی صفات کیا ہیں، اور پھر اس پس منظر میں حضرت کی ذات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

مومن

حقیقی مومن وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کرتا ہو صرف زبانی دعویٰ اور بعض احکام پر عمل کرنے سے کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا، کیونکہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جو چیز مطلوب ہے وہ صرف اعمال کی ظاہری صورت نہیں بلکہ اس کے ساتھ اخلاص وللّٰہیت اصل مقصود ہے کیونکہ حقیقی ایمان یہ ہے کہ جو ظاہر سے ہوکر دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اخلاق وعادات میں ادائے مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہو، قانون خداوندی کی اطاعت میں دلی جذبات وکیفیات کی جلوہ نمائی ہو، ہر ہر عمل خالصۃً

خدا کی خوشنودی اور رضامندی کے لئے ہو، کیونکہ خدا ترسی اور اخلاص سے خالی اعمال کی کوئی قیمت نہیں ۔ مومن کامل وہ ہے جو سراپا تقدس و پاکیزگی کا شاہکار بن جاے۔ اس کے قول وعمل میں یکسانیت ہو، اس کی پیشانی انوار ایمان کی کرنوں سے درخشاں ہو۔ اس کی رگ رگ میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیاں ہوں، آسمان کے فرشتے اس کی عظمتوں پر قربان ہوں، اس کے لب کھلیں تو ذکر خدا عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آبدار موتی بکھیریں، وہ خاموش رہے تو شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی سراپا تصویر بن جائے اور یہ مقام کسی بندے کو اس وقت ملتا ہے۔ جب وہ فنافی اللہ ہوجاتا ہے، محبت رسول میں غرق ہوجاتا ہے، قرآن وحدیث کے پیغام کو اپنے دل کی دھڑکن بنالیتا ہے۔

متقی

ولایت کی دوسری شرط تقویٰ ہے، متقی کیلئے ضروری ہے کہ وہ جملہ امور دینیہ اور احکام شرعیہ میں اس قدر محتاط ہو کہ ممنوعات ومنہیات سے بچنے کے ساتھ ساتھ مکروہات و شبہات سے بھی دور ہوجائے۔ اللہ رب العزت سے غفلت پیدا کرنے والی تمام چیزوں سے کنارہ کشی اختیار کرلے۔ نفسانی خواہشات کی پیروی چھوڑ کر صرف رضائے الٰہی کا طالب بن جائے۔ تقویٰ، تمام اعمال صالحہ کی حقیقی روح ہے، جو تقویٰ والے ہیں وہی کامیاب ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ التقویٰ ھھنا واشار الی صدرہٖ۔ تقویٰ یہاں ہے اور آپ کا اشارہ دل کی طرف تھا۔ کیونکہ تقویٰ کا معنی صرف ڈرنا نہیں۔ بلکہ ڈر کر جملہ کبائر وصغائر سے احتراز کا نام ہے۔

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

ان مذکورہ صفات کی روشنی میں جب ہم حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ کی حیات

مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ولایت کی تمام صفات آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود ملتی ہیں، جن کی عوام تو عوام علمائے کرام اور پیران عظام نے بھی گواہیاں دی ہیں، یہی تو وجہ ہے کہ ان کی زندگی میں ہی مخلوق خدا نے بیک زبان انھیں ''زندہ ولی'' کا لقب دے دیا۔

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

تبلیغی سفر

تدریسی و تصنیفی خدمات کے علاوہ آپ ہند و نیپال کے مختلف گوشوں میں تبلیغی دورے فرما کر خطابات و بیعت اور پند و نصائح سے تاریک دلوں کو روشن کرتے رہے، دن میں طلبہ کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتے اور رات میں جلسوں میں شرکت فرما کر اپنے پاکیزہ لب ولہجہ سے انوار و تجلیات کی برسات کرتے، آپ کی تبلیغ و تقریر کا انداز بڑا موثر اور انوکھا تھا، بدزبانی، لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی سے کوسوں دور رہتے، قرآن وحدیث کے حوالے، صحابہ کرام، بزرگان دین، ائمہ کرام و بزرگان سلف صالحین کے اقوال سے اپنی باتوں کو مزین کرتے، آپ کی محفل میں شریک ہونے والا آپ کا غلام بے دام بن جاتا۔ کیونکہ آپ تقریر، نذرانے اور نام و نمود کے لئے نہیں کرتے، بلکہ اس سے آپ کا مقصد صرف تبلیغ اسلام تھا۔ ایک عالم گواہ ہے کہ آپ نے نہ کبھی جلسوں کے لئے نذرانہ طے کیا، نہ اس کے لئے ناراض ہوئے جہاں جانے کا وعدہ کرتے۔ ہر حال میں وہاں پہونچتے، کبھی جلسوں کے منتظمین پر رعب جمانے کی کوشش نہیں کرتے جو جہاں بیٹھاتا، بیٹھ جاتے جو کھلاتا کھا لیتے، البتہ آپ عام طور سے سادہ کھانے کی خواہش کرتے، جبکہ (اللہ معاف فرمائے) آج اکثر و بیشتر مقررین کا یہ حال ہے کہ اول تو موٹے موٹے نذرانے طے کرتے ہیں، پھر جب تک

آنہ جائیں۔ دل دھک دھک کرتا رہتا ہے، جناب کہیں دھوکہ نہ دے جائیں۔ اور جب پہونچ جاتے ہیں تو وہ رعب و تمکنت، وہ جلال کہ پوچھئے مت، نذرانہ کم ہوا، عزت میں کچھ کمی آئی، تو آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں، بعضوں کو ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر ذرا برابر بھی ان کی شان میں کوئی گستاخی ہوئی تو بغیر تقریر کیے نذرانہ لے کر فرار ہو جاتے ہیں۔ (اللہ رب العزت انھیں دین کی خدمت کا سچا جذبہ عطا فرمائے۔)

تصنیفی خدمات

آپ نے شب و روز کی ہزارہا مصروفیتوں کے باوجود تصنیف و تالیف کے میدان کو بھی خالی نہ چھوڑا، مندرجہ ذیل کتابیں جنھیں آپ نے بہت ہی سادہ اور سلیس انداز میں تحریر فرمائی ہیں چھپ کر مقبول عوام وخواص ہو چکی ہیں۔ (۱) فضائل تلاوت قرآن مبین (۲) اختیارات امام النبین (۳) خطبات خطیب البراہین (۴) فضائل مدینہ (۵) کھانے پینے کا اسلامی طریقہ (۶) برکات روزہ (۷) فلسفہ قربانی (۸) حقوق والدین (۹) برکات مسواک (۱۰) داڑھی کی اہمیت (۱۱) احوال الصالحین۔

بیعت

حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ جن دنوں الجامعۃ الاشرفیہ میں زیر تعلیم تھے انہیں ایام میں مورخہ ۷ ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۶ رجنوری ۱۹۵۱ء بروز منگل آپ نے حضور مفتی اعظم ہند، آل رحمٰن مصطفی رضا خان، نوری، برکاتی، شہزادہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ میں داخل ہوئے۔

سلسلہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت

خانقاہ مارہرہ مطہرہ ہندوستان کی وہ عظیم خانقاہ ہے جہاں سے ایک ادنیٰ سی نسبت بھی انسان کو اعلیٰ بنا دیتی ہے، یہاں نہ کسی کی دولت وثروت دیکھی جاتی ہے نہ دنیاوی جاہ وحشمت، یہاں صرف دل دیکھا جاتا ہے اور وہ بھی ایسا دل جس کی ہر دھڑکن سے اللہُ اللہُ کی صدائیں آتی ہوں۔ جس میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن ہو، جوالحب فی اللہ والبغض للہ کا سراپا ہو۔ جو اپنے محبوب کے دشمنوں کو دودھ سے مکھی کی طرح باہر نکال کر پھینکنے پر سختی سے کاربند ہو، اور اپنے محبوب کے محبوبوں کی بارگاہ میں الفت ومحبت کی سوغات پیش کرنا اپنا فرض منصبی تصور کرے۔

عشق جس دل میں نہیں وہ دل نہیں
یار کے رہنے کی وہ منزل نہیں

میرے سرکار، پیرومرشد، حضور خطیب البراھین علیہ الرحمہ کو خاندان برکات سے دیوانگی کی حد تک لگاؤ تھا۔ مارہرہ مطہرہ کی حاضری سے آپ کے بیقرار دل کو حقیقی سکون حاصل ہوتا تھا، مورخہ ۲۰؍صفر المظفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۵؍نومبر ۱۹۸۴ء بروز پنجشنبہ آپ عرس قاسمی کے موقع پر مارہرہ شریف حاضر تھے، اس وقت مجمع عام میں خانقاہ برکاتیہ کے عظیم چشم وچراغ پیشوائے اہل طریقت، واقف اسرار شریعت مقتدائے ملت، سراج السالکین، شمس العارفین، زبدۃ الاصفیاء، احسن العلماء حضور علامہ سید مصطفی حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ والرضوان صاحب سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ نے علماء ومشائخ کی موجودگی میں حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت واجازت سے شرفیاب وسرفراز فرمایا۔

اس موقع پر حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ نے اپنی دلی کیفیت یوں بیان فرمائی کہ جس وقت حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ نے میری خلافت کا اعلان فرمایا اور

میرے سر پر سند دستار باندھی، اس وقت میرے اوپر فیضان برکات اور انوار وتجلیات کی ایسی برسات ہوئی کہ میرا باطنی خلا پر ہو گیا اور میری کیفیت کیا ہوئی اسے الفاظ میں نہیں بیان کیا جاسکتا۔

احسن العلماء نے ان کو کر دیا اتنا حسن
ہوگئی رشد و ہدایت صوفی ملت کی ذات

سلسلہ رضویہ کی اجازت وخلافت

مورخہ ۵؍محرم الحرام ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث، ولی کامل، حضور رئیس الاتقیاء علامہ الحاج الشاہ مبین الدین امروہوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو سلسلہ رضویہ، نوریہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ اس طرح آپ کی ذات بابرکت سے دو سلسلوں کا فیض جاری ہونے لگا اور مجمع البحرین ہوگئے۔

خانہ کعبہ اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت

ماہ ذی قعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ماہ جون ۱۹۹۰ء میں آپ نے اپنی والدہ محترمہ اور صاحبزادہ علامہ حبیب الرحمٰن رضوی وغیرہ کے ساتھ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرفیابی حاصل کی اور خانہ کعبہ کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوئے۔ اسی موقع پر آپ نے ریاض الجنۃ میں اپنے عزیز صاحبزادے حضرت علامہ حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کو سلسلہ عالیہ، قادریہ، رضویہ، برکاتیہ، نوریہ، نظامیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ دوبارہ حج نفل کیلئے مریدوں نے بہت پیش کش کی جس پر آپ

نے علماء سے رجوع کیا۔علماء نے حج نفل کیلئے تصویر کشی سے احتراز کا مشورہ دیا۔تو آپ نے اسباب کے فراہمی کے باوجود تقویٰ کو ترجیح دیا اور حج نفل نہ کیا۔

سادگی

آپ علیہ الرحمہ نے اپنی پوری زندگی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھال کر گزار دی۔ نظروں میں آج بھی ان کی سادہ سی، مگر شاہانہ زندگی صاف نظر آ رہی ہے۔

سادہ غذا، سادہ لباس، سادہ انداز، مگر سادگی میں وہ جاذبیت کہ جو ایک بار دیکھے پھر دیکھتا ہی رہ جائے۔ ایسا لگتا تھا کہ آسمان کا بدر کامل اپنی پوری سج دھج کے ساتھ زمین پر اتر آیا ہو۔ لب کھلتے تو نصیحت کے انمول موتی بکھرنے لگتے۔ آنکھیں جھکی ہوئیں، چشمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین تصویر نظر آتیں۔ حرکات وسکنات، نشست وبرخاست اور آپ کی ہر ہر ادا، عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو بہو تصویر تھی۔ وہ عاشق رسول تھے۔ عشق ہی نے ان کی زندگی کو فروزاں کیا تھا۔ جن کو ہر جمال، جمال مصطفی ﷺ میں نظر آتا تھا۔ اور ہر بہار، بہار مصطفی ﷺ میں نظر آتی تھی۔

مرید و متعلقین میں کوئی شرعی خامی دیکھتے، تو بڑی محبت سے اسے بتا دیتے۔ مسلک اہل سنت پر استقامت، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، بدعقیدگی سے اجتناب، شریعت کی پابندی، وضع قطع، لباس اور تمام عادات واطوار میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی تلقین فرماتے۔ مجلس میں کسی کے سر پر ٹوپی نہ ہوتی، تو پہننے کی نصیحت کرتے۔ کسی کے ہاتھ میں سونے یا پیتل وغیرہ کی انگوٹھی یا دھاگا وغیرہ ہوتا، تو فوراً شرعی مسئلہ بتا کر اتروا دیتے۔ گھڑی کی چین کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔

عمر کی آخری حصے میں جب آپ پر جذبی کیفیت طاری تھی تو آپ کا عجیب عالم تھا۔ کبھی اتنے پیار سے سمجھاتے، معلوم ہوتا کہ کوئی ماں اپنے بچے سے پیار کر رہی ہے۔ کبھی اس قدر جلال وغضب کے عالم میں آ کر ڈانٹتے گویا کوئی غیرت مند باپ اپنے بیٹے کو کسی سخت غلطی کی وجہ سے پھٹکار لگا رہا ہے۔ مگر واہ رے جلال و جمال کا یہ حسین سنگم! جس پر کرم فرماتے وہ تو مسرتوں میں جھومتا ہی، مگر جس پر جلال فرماتے اسے بھی نواز دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ جس پر ناراض ہوتے وہ کبھی کبیدہ خاطر نہ ہوتا بلکہ وہ یقین کر لیتا تھا کہ اب میرا کوئی بگڑا کام ضرور بن جائے گا۔ یا یہ سوچتا کہ ضرور میرے اندر کوئی خامی ہے، جس کی وجہ سے حضرت مجھ سے ناراض ہوئے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک جلسے میں حضرت نے ایک مدرسہ کے صدر کو برسر اسٹیج زوردار تھپڑ رسید کیا۔ نیچے اتر کر وہ شخص مجھ سے کہنے لگا میں سمجھ گیا۔ حضرت نے مجھے اس لئے مارا ہے کہ میرے چہرے پر ایک مدرسے کا صدر ہونے کے باوجود داڑھی نہیں ہے۔ حضرت نے اسے کوئی نصیحت نہیں کہ تھی مگر اس نے از خود وعدہ کر لیا کہ اب وہ داڑھی بھی رکھ لے گا۔ اور پابندی سے نماز بھی پڑھے گا۔ پھر اس نے داڑھی رکھ لی۔ اور نماز کی پابندی بھی شروع کر دی۔ اسی طرح کے ایک سفر میں، میں حضرت کے ساتھ نیپال کے شہر بٹول میں تھا۔ وہاں حضرت نے ایک بڑے سیٹھ کہلانے والے صاحب کو دو چار گھونسے لگائے۔ مگر اس سے سیٹھ صاحب کو ذرا بھی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ بلکہ انھوں نے اسے اپنے لئے باعث افتخار تصور کیا کچھ دنوں کے بعد وہ مجھ سے کہنے لگے کہ حضرت کی محبت بھری ضرب سے میری بہت سی جسمانی تکلیف دور ہو گئی ہے۔ کاش! مجھے ایسا اتفاق بار بار پڑتا۔

کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں — آہ! یہ کس کی یادگاری ہے
کیا کہوں تم سے بے قراری کی — بے قراری سے بیقراری ہے

نامحرموں سے پردہ

آج کل بہت سے پیروں، فقیروں، عالموں، عاملوں کے پاس عورتوں کا ایک ازدھام رہتا ہے جس کی جیسی حیثیت اور شہرت ہوتی ہے۔ اسی قدر اس کے پاس عورتوں کی کثرت ہوتی ہے۔ جہاں دیکھئے، جہاں جائیے، ہر ضروری، غیر ضروری جگہ پر ان کا ہجوم آپ کو نظر آ ہی جائے گا۔ پیر صاحب سے ایسے بات کرتی ہیں، جیسے شریعت نے کبھی پردے کا حکم ہی نہیں دیا ہو۔ آہ! شرم اُٹھ گئی، حیا جاتی رہی! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی ازواج مطہرات کو ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی پردہ کا حکم دیا تھا۔ مگر یہاں تو دونوں آنکھوں سے گھور گھور کر دیکھنے پر بھی پابندی نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مگر حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات اس معاملے میں بالکل صاف و شفاف تھی۔ آپ کبھی بھی عورتوں کو بغیر پردہ مرید نہ فرماتے۔ انھیں اس کی سخت تاکید فرماتے۔ امیر، غریب سب کے لئے آپ کا حکم یکساں تھا، گھر، باہر، خلوت وجلوت، ہر جگہ آپ کا یہی معمول تھا، اللہ اللہ: شریعت کی پاسداری ہو تو ایسی! لاکھوں، کروڑوں نظریں اس نظر کی عظمت پر قربان۔ جس نے غیر محرم کو نہ دیکھا اور اپنی نگاہوں کو محفوظ رکھا۔

اپنے کردار کا انوکھا تھا
وہ اکیلا ہو یا ہزاروں میں

آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا

آپ علیہ الرحمہ آیت کریمہ: **قوانفسکم واھلیکم ناراً** کے سچے مصداق تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ ایسا نہیں کہ اتباع شریعت کی تبلیغ صرف دوسروں کو کرتے، بلکہ خود بھی اس کا عملی نمونہ تھے۔ آپ کا کوئی قدم خلاف شرع نہیں اٹھتا تھا۔ جب کہ آج حال یہ ہے ؎

واعظاں پند ونصیحت پر سر منبر کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگری کنند

مقررین اور واعظین اسٹیج پر تو دوسروں کو خوب لمبی چوڑی نصیحتیں کرتے ہیں، مگر خود ان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ لیکن حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کا طرز زندگی، جو باہر تھا وہی اندرون خانہ بھی تھا۔ جو عمل سب کے سامنے تھا وہی عمل تنہائی میں بھی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی بات سیاہ سے سیاہ دل کے اجالے کا سبب بن جاتی تھی۔ اور آپ کی باتوں میں حقیقی چاشنی محسوس ہوتی تھی۔ آپ کے نزدیک اپنے، بے گانے، مرید وغیر مرید، امیر وغریب کا امتیاز نہیں تھا۔ ہاں! ایک امتیاز ضرور تھا، وہ یہ کہ جسے شریعت کا پابند دیکھتے، اس سے محبت کرتے اور جو شریعت سے دور ہوتا، اس کو ہر ممکن طریقے سے سمجھا کر قریب کرنے کی کوشش کرتے۔ اور پھر بھی وہ کار بند نہ ہوتا تو اس سے منھ پھیر لیتے۔ آپ کی محبت اللہ ورسول کے لئے تھی اور کسی سے نفرت کا سبب بھی یہی تھا۔ مومنین پر آپ کی شفقت ونرمی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یاد دلاتی تھی۔ اور دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر شدت وسختی میں شان فاروقی کے جلوے نمایاں تھے۔

علما وطلبہ سے خاص محبت

یوں تو آپ ہر دین دار سے محبت فرماتے تھے۔ مگر علماء اور طالبان علوم نبویہ سے خاص انسیت اور لگاؤ رکھتے تھے۔ جب آپ کی محفل میں کوئی عالم دین آتا، تو آپ اس سے سلام کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اگر کوئی آل رسول یا بزرگ عالم دین سے مصافحہ فرماتے، تو ان کی دست بوسی بھی فرماتے۔ طلبہ کی عزت افزائی فرماتے۔ درس و تدریس کے دوران کبھی کسی طالب علم کو آپ نے سخت سست نہیں کہا۔ بلکہ اسے ایسی نرمی اور محبت سے سمجھاتے کہ وہ شرمندہ ہو کر آئندہ غلطیوں سے بچنے کا عہد کر لیتا۔

آج تو عالم یہ ہے کہ کسی کو اگر کوئی معمولی عہدہ یا ادنیٰ مرتبہ بھی حاصل ہو جاتا ہے، تو ایسا منھ پھلائے، جلوہ بنائے بیٹھے رہتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! مگر آپ علیہ الرحمہ کی شان عجب نرالی تھی، کبھی آپ کے منھ سے اپنی تعریف نہیں سنی گئی۔ اپنے منھ میاں مٹھو بننے سے آپ کوسوں دور رہتے تھے۔ نام و نمود، خود ستائی، خود نمائی کا عنصر کبھی آپ پر غالب نہ آسکا، البتہ فروتنی، عاجزی، انکساری، بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت آپ کے وجود کا ایک حصہ ضرور تھا۔

کبھی علمائے اہلسنت یا اور کسی کی غیبت نہیں کی

آج یہ برائی اتنی عام ہوگئی ہے کہ اللہ کی پناہ! جس محفل میں بیٹھ جائیں، بات شروع ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی برائی سے۔ اللہ معاف کرے۔ ایک عالم دوسرے عالم کی برائی کر رہا ہے۔ ایک پیر دوسرے پیر کی خامیاں نکال رہا ہے۔ ایک خانقاہ کا فرد دوسرے خانقاہ کی کھلیاں اُڑا رہا ہے۔ بس جو ہے وہ اپنی ہی راگ الاپنے میں لگا ہے۔ مگر حضرت علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات، اس برائی سے حد درجہ پاک و صاف تھی۔ آپ خلوت میں ہوں یا جلوت میں، کبھی بھی

آپ اہلسنت و جماعت کے علماء کی نہ غیبت کرتے، نہ ان کے اندر عیب نکالتے، نہ کسی پیر کی عیب جوئی کرتے، نہ کسی خانقاہ کی تحقیر کرتے۔ یہ آپ کا خاص طرۂ امتیاز ہے، جو اسلاف میں پایا جاتا تھا اور دور حاضر میں بہت کم افراد میں موجود ہے۔

حرص و طمع سے دوری

حرص و طمع کو کبھی آپ نے اپنے نزدیک پھٹکنے نہ دیا۔ مریدوں کی دولت پر کبھی آپ کی نظر نہ رہی۔ جلسوں کے لئے نہ نذرانہ طے کرتے نہ اس کے لئے ناراض ہوتے، نہ کوئی فرمائش کرتے۔ آپ درس و تدریس، بیعت و خطابت صرف تبلیغ دین کی نیت سے کرتے تھے۔ آپ کے دل و جگر کے کسی گوشے میں لالچ کا گذر تک نہ تھا۔ بلکہ اکثر اوقات آپ اپنی جیب سے علماء و طلباء اور ضرورت مندوں کی دل جوئی فرماتے تھے۔ ذخیرہ اندوزی سے نفرت اور سخاوت عثمانی آپ کی فطرت کا حصہ تھی۔ آپ کا یہ قول بہت مشہور ہے:

طمع مکن، جمع مکن، منع مکن

یہی وجہ ہے کہ اپنا ہو یا بیگانہ، دیوانہ ہو یا مخالف، اس کی زبان آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہو ہی جاتی۔ سچ ہے آپ نے دنیا کو ٹھکرایا تو اللہ رب العزت نے اپنے سچے وعدے کے مطابق، دنیا والوں کو آپ کی بارگاہ میں جھکا دیا۔ جس نے بھی ایک بار آپ کے چہرۂ زیبا کو حقیقت شناس نگاہوں سے دیکھا، اس نے صدق دل سے آپ کو ولی کامل مان لیا۔ اور جو زندگی میں آپ کے عالی مقام کو سمجھنے سے قاصر اور انوار ولایت کو محسوس کرنے سے عاجز رہ گیا، وہ آپ کی نماز جنازہ میں مومنوں کا سیلاب عظیم اور عاشقوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر، دیکھ کر،

آپ کی کشش ولایت اور جذب روحانی کا قائل ہوگیا۔ بلاشبہ آپ کی حیات و وفات، ولایت وکرامت کی ایسی دلیلیں ہیں، جس کا مشاہدہ کرنے کے بعد کسی اور دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں رہ جاتی۔

سخاوت اور مہمان نوازی

حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کی اس صفت کا بیان ان کے پوتے مولانا الحاج ضیاءالمصطفی نظامی کی زبانی سنیں۔

مہمان نوازی اور سخاوت وفیاضی مومن کے اخلاق کریمانہ میں شمار ہوتی ہیں۔حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ ان اوصاف میں نمایاں تھے، آپ کا روزانہ کا معمول تھا کہ صبح وشام اساتذہ تنویرالاسلام آپ کے کمرہ میں تشریف لاتے اور آپ روزانہ اپنی جیب خاص سے ناشتہ اور چائے کا انتظام فرماتے۔ اس کے علاوہ باہر سے آنے والے مہمانوں کا بھی ایک سیل رواں رہتا، جن کی ضیافت کا فریضہ بھی آپ بحسن وخوبی انجام دیتے۔اور اپنے دست مبارک سے جو کچھ رہتا انھیں پیش فرماتے اور اگر کھانے کا وقت ہوتا تو کسی کو معاوضہ دے کر کھانے کا انتظام فرماتے اور خود قناعت کرلیتے اور آنے والے مہمانوں کو یہ محسوس نہیں ہونے دیتے کہ خود بھوکے ہیں، اور جب گھر تشریف لے جاتے تو حکم فرماتے کہ ہمارے بھائیوں کو ساتھ میں کھانے کی اطلاع دے دی جائے۔ جب سب لوگ حاضر ہوتے تو ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، آپ کی آمد سے ملاقات کرنے والوں کا ہجوم ہوجاتا، فرماتے چائے پانی لاؤ، بغیر کچھ کھائے کسی کو واپس نہیں جانے دیتے تھے، اگر لانے میں تاخیر ہوتی تو سخت ناراض ہوتے آپ کی بارگاہ میں غربا ومساکین اور ضرورت مند، آتے تو ان کی ضرورت کے مطابق

انھیں عنایت فرماتے، بیواؤں اور یتیموں کے لئے ماہانہ خرچ کا انتظام فرماتے۔ کسی سائل کو بغیر کچھ عطا کیے واپس نہیں کرتے تھے۔یتیموں اور غربا کی شادیوں میں اپنی استطاعت کے مطابق ان کی بھرپور مدد کرتے تھے۔

(سالنامہ ضیائے حبیب ۲۰۱۳ء خطیب البراہین نمبر صفحہ ۸)

(۱) میرے والد محترم الحاج محمد امین صاحب قبلہ بیان فرماتے ہیں کہ ۱۹۹۵ء میں میرے گاؤں جلسے کا پروگرام رکھا گیا تھا۔جس میں طے پایا کہ جلسے کے سرپرست اور خطیب خصوصی حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ ہونگے۔ چنانچہ میں، حضرت کی تاریخ لینے کی غرض سے امرڈوبھا روانہ ہوا۔ میرے دل میں طرح طرح کے خیالات تھے کہ اتنے بڑے اور مشہور عالم دین اور پیر صاحب ہیں میں کیسے ان سے بات کرونگا، لیکن جب ان کے پاس پہونچا تو میرا سارا خوف ان کے حسن اخلاق کی وجہ سے دور ہوگیا۔آپ سے میری کوئی سابقہ پہچان تو تھی نہیں، نہ ہی میں آپ مرید تھا۔لیکن جب میں آپ کے حجرے میں داخل ہوا۔سلام ومصافحہ اور دست بوسی کی، آپ نے بڑی محبت سے خود ہی میٹھا نکال کر پانی پلایا اور اس کے بعد فرمایا بابو! آپ اپنے آنے کا مقصد بتائیں، میں نے اپنا مقصد بتایا تو آپ نے ڈائری نکالی اور خالی تاریخ دیکھ کر مجھے میری تاریخ دے دی، پیشہ ور مقررین کی طرح نہ تو نذرانہ طے کیا، نہ زادراہ کا مطالبہ کیا، اپنا کام پورا ہونے کے بعد میں نے حضرت سے واپس آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اپنے پاس موجود مدرسہ کے ایک مولانا صاحب سے فرمایا پہلے ان کو کھانا کھلادیں انھیں دور جانا ہے، نہ جانے کب چلے ہونگے اور کب پہونچیں گے، مولانا صاحب کمرے سے باہر گئے اور کچھ دیر بعد واپس آئے تو انھوں نے کہا کہ حضرت کھانا ختم ہوگیا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ میرا کھانا ابھی رکھا ہوا ہے اسے ہی کھلادیں۔ پھر کافی اصرار کرکے حضرت نے مجھے کھانا کھلادیا۔خود اپنے ہاتھوں

سے پانی رکھ دیا۔ اور اپنے ڈبے سے اچار بھی نکال کر دیا، یہ بے پناہ محبت اور مہمان نوازی دیکھ کر میں ان کا گرویدہ ہوگیا، یقیناً جو اللہ رب العزت کے سچے بندے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی دیوانے ہیں ان کی شان ہی نرالی ہوتی ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنھیں دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے۔ یقیناً اخلاق وہ ہتھیار ہے جس سے بڑے بڑے سورماؤں کو قتل کیا جاسکتا ہے۔ بڑے سے بڑے ملک کو فتح کیا جاسکتا ہے۔ کٹر سے کٹر دشمن کو اپنا بنایا جاسکتا ہے۔ ہمارے نبی پاک ﷺ نے ہمیں دنیا میں حسن اخلاق کے ذریعہ اسلام کو پھلانے کا حکم دیا ہے ۔عرب کے پتھر دل انسانوں کو نبی ﷺ نے اپنے اخلاق کریمہ کے ذریعہ ہی فتح کیا تھا۔ دنیا کی بہت سی قومیں جو جنگ کے ذریعہ فتح نہیں ہوئیں لیکن مجاہدین اسلام کے اخلاق حسنہ کی وجہ سے انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔

اس پرفتن اور آزمائش کے دور میں آپ کا یہ حسین اخلاق یقیناً ایک کرامت ہے۔ جب کہ آج تو حال یہ ہے کہ اگر آپ کسی بڑے مقرر کے پاس جلسہ کی تاریخ لینے جاتے ہیں یا فون کرتے ہیں تو پانی یا خیریت تو دور سب سے پہلے نذرانہ ہی طے کرتے ہیں۔ بہت سے تو ایسے جرات مند ہیں کہ نذرانہ لیکر ہڑپ جاتے ہیں اور دھوکہ دے جاتے ہیں۔ (الا ماشاء اللہ) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

(۲) حضرت علامہ ادریس بستوی صاحب، نائب ناظم الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور فرماتے ہیں۔ میں نجی طور پر ایسے بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں، جن کا پریشانی کے ماحول میں حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ نے زبردست تعاون فرمایا ہے، کچھ مجبوریوں کی بنا پر، مالی استفادہ کرنے والوں کے اسما ذکر نہیں کرسکتا۔ حضرت صوفی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی سخاوت اور دریا دلی دیکھ کر قرون اولی کے مسلمانوں کی فیاضی اور سخاوت کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ (خطیب

البراہین ایک منفرد المثال شخصیت ص: ۳)

(۳) مولانا محمد سعید نظامی صاحب، ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنت غوثیہ نظامیہ برکاتی محلہ حسنی بستی فرماتے ہیں:

جس وقت، میں دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا میں زیر تعلیم تھا۔ ایک دن بعد نماز عصر حضرت نے مجھے بلایا اور مٹھی میں کچھ رقم میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا۔ اسے پکڑو، مٹھی بند کرلو، مت کھولنا اور فلاں کے گھر کے بغل میں ایک گھر ہے، برآمدے میں ایک شخص بیمار بستر پر سویا ہوا ملے گا، اسے یہ رقم دے دینا میں نے رقم لی اسی طرح بند مٹھی کیے ہوئے اس جگہ پہونچا دیکھا، کہ برآمدے میں ایک ضعیف ولاغر شخص سویا ہوا تھا اس کے پاس گیا اور بند مٹھی میں جو رقم تھی میں نے یوں ہی اس کی مٹھی میں دے دیا۔ اور پھر واپس چلا آیا وہ رقم کتنی تھی میں بھی نہ جان سکا۔ (خطیب البراہین نمبر، ص: ۱۸۴)

(۴) حضرت علامہ طاہر المصباحی نظامی، استاذ جامعہ حضرت صوفی نظام الدین، لہرولی بیان کرتے ہیں کہ: حضرت نے ۱۹۹۸ء میں جب ہمارے گاؤں میں، دارالعلوم اہلسنت نظامیہ کی بنیاد رکھی تو مجھے بلاکر بطور امداد ایک اچھی رقم عطا فرمائی۔ اور جب لہرولی بازار جامعہ کے گراؤنڈ میں تعمیر مسجد کی بات آئی تو حضرت نے حبیب العلماء علامہ حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ اور حاجی عبدالعزیز صاحب کو امرڈوبھا، بلاکر ایک اٹیچی سامنے رکھی اور فرمایا اس میں جو کچھ رقم ہے اس کو مسجد کی تعمیر میں لگا دیجئے۔ اٹیچی کھولی گئی تو اس میں مختلف لفافوں میں سوا لاکھ روپئے موجود تھے۔ سبحان اللہ!

تری دریادلی کو دیکھ کر کہنا پڑا سب کو
تری فطرت میں شان حضرت عثمان پنہاں ہے

یہ تو بس چند مثالیں ہیں نہ جانے کتنے ایسے واقعات مریدین، متوسلین اور

متعلقین کے دلوں کی زینت ہونگے، جب زلف گرہ گیر کھلے گی، تو سخاوت کے ایسے ہزار ہا انمول موتی بکھرتے نظر آئیں گے۔

عبادت

سفر ہو یا حضر آپ ہر جگہ پوری پابندی کے ساتھ فرائض وواجبات کی پابندی فرماتے تھے بلکہ سنن ونوافل اور مستحبات کو بھی ترک نہ فرماتے تھے۔ تلاوت قرآن اور اوراد، و، وظائف اور دلائل الخیرات شریف کا وظیفہ آپ کا دائمی معمول تھا، تہجد کے علاوہ دیگر نوافل کی پابندی کا اہتمام آپ کا خاصہ تھا۔ اور کیوں نہ ہو آپ فنافی اللہ اور فنافی الرسول کے درجۂ علیا پر فائض ہو چکے تھے آپ یہ کیسے گوارہ کر سکتے تھے کہ جس سے محبت کا دم بھرتے ہیں، اس کے احکام پر دل و جان سے فدا نہ ہوں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں پر قربان ہونا ہی تو آپ کی زندگی کا مشن تھا، پیارے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے چراغ سے دلوں کو روشن ومنور کرنا ہی آپ کی حیات مبارکہ کا واحد کام تھا۔

ہر پریشانی کا علاج نماز میں ہے

حضرت مولانا مظہر علی علیمی نظامی نے مجھ سے اپنی طالب علمی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں ۱۹۹۸ء میں دار العلوم عزیزیہ مظہر العلوم نچلولا بازار میں زیر تعلیم تھا، اسی درمیان وہاں کے سالانہ جلسہ میں حضرت صوفی صاحب قبلہ کی تشریف آوری ہوئی، میں نے اپنے اساتذہ سے حضرت کی بڑی تعریف سن رکھی تھی۔ اس لیے میرے دل میں یہ خواہش تھی حضرت کا دیدار ہو جائے اور انکے

دست حق پرست پر اپنا ہاتھ دیکر شیطان کے مکر وفریب سے بچ جاؤں، مولانا موصوف بتاتے ہیں کہ اسوقت میں ذہنی طور پر کافی پریشان رہتا تھا، اکثر بیمار بھی رہتا تھا، میں دل ہی دل میں خوش تھا کہ آج میری پریشانیوں کا حل بھی ہو جائے گا ، اور میری دلی تمنا بھی پوری ہو جائے گی، چنانچہ میں مناسب موقع دیکھ کر حضرت جہاں قیام فرماتھے گیا، سلام ومصافحہ کے بعد قریب میں بیٹھ گیا، جب کچھ بھیڑ کم ہوئی تو قریب جا کر حضرت کا پیر دبانے کی کوشش کرنے لگا، حضرت نے اپنا پیر کھینچ لیا اور بڑی محبت سے فرمایا بابو آپ لوگ مہمان رسول ہیں، میں نے حضرت سے اپنی ذہنی وجسمانی پریشانیوں کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا کہ ہر پریشانی کا علاج نماز میں ہے، نماز پڑھیں انشاء اللہ ہر پریشانی کا خاتمہ ہو جائیگا، اور اسکے علاوہ تعلیم کے تعلق سے بہت سی محبت بھری نصیحتیں فرمائیں۔

حضرت کی تبلیغ کا احسن طریقہ

حضرت صوفی صاحب قبلہ نہایت احسن طریقے سے غلطیوں پر تنبیہ فرماتے ہیں کہ مخاطب کو کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی اور وہ آسانی سے شریعت کی بات بھی مان لیتا ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق مصباحی صاحب قبلہ استاذ مدرسہ عربیہ سعید العلوم لکشمی پور مہراج گنج بتاتے ہیں کہ میری طالب علمی کا زمانہ تھا، حضرت صوفی صاحب قبلہ ہمارے گاؤں تشریف لائے تھے میں نے بھی حضرت سے مرید ہونے کی خواہش کا اظہار کیا، اچانک حضرت کی نظر میرے پائجامے پر پڑ گئی جو ٹخنوں سے نیچے تھا، حضرت نے نہائت شفقت سے سمجھایا، بابو آپ لوگ عالم دین بن رہے ہیں اگر آپ ہی شریعت کا خیال نہیں کرینگے تو آخر دوسروں کو کیسے سمجھائینگے، مفتی صاحب بتاتے ہیں کہ آپ اپنے ہر مرید اور چاہنے والے کو سب سے پہلے نماز کی تاکید فرماتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ نماز کے بغیر ہر عمل

ناقص ہے، حضرت کے سمجھانے کا انداز اتنا مشفقانہ اور دردمندانہ ہوتا ہے کہ کوئی بھی بغیر سر تسلیم خم کئے نہیں رہ سکتا۔

مریدین

ہندوستان و نیپال کے تقریباً ہر گوشے میں آپ کے مریدین ومتوسلین پائے جاتے ہیں۔ جن کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے چاہنے والوں اور محبت کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ بڑی بات یہ ہے کہ آپ کے مریدین ومتوسلین میں علمائے کرام وشعرائے اسلام کی بہت بڑی تعداد ہے۔ جو اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔

اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک

عام طور سے یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اکثر لوگ گھر کے باہر بڑے ملنسار اور خوش اخلاق بنتے ہیں مگر گھر کے اندر ان کی خوش اخلاقی اور خندہ روی غائب ہوجاتی ہے۔ دوسروں سے خوب تبسم ریزیاں ہوتی ہیں، مگر جب گھر آتے ہیں تو ناک بھوں چڑھائے، رعب جمانے والے انداز میں طرم خاں بننے کی کوشش کرتے ہیں، خاص کر بیویوں سے حسن اخلاق کا سبق تو بہت سے حضرات نے سیکھا ہی نہیں۔ ان پر ہر وقت آستین چڑھا کر سوار رہنا اپنا شوہری حق سمجھتے ہیں، پھر بیوی بھی بگڑ جاتی ہے، نتیجۃً، گھر کا ماحول ایک ناسور بن کر رہ جاتا ہے۔ اور بعض لوگ حد سے تجاوز کر ان کے غلام بے دام بن کر اوروں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اپنی زندگی اجیرن کر لیتے ہیں۔

حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی کا جب ہم اس پس منظر میں مطالعہ کرتے ہیں تو یہاں بھی انھیں قرآن وحدیث کے اصولوں کا متوالا پاتے ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مصداق پاتے ہیں ''کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو''۔

والدین کا احترام

آپ اپنے والدین کریمین کا حد درجہ احترام فرماتے تھے۔ ان کے ہر حکم کو بلا تاخیر بجا لیتے۔ ان کی خدمت میں مصروف رہتے، ابھی آپ کی طالب علمی کا زمانہ ہی تھا کہ ۱۹۵۳ء میں آپ کے والد مکرم کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد آپ نے اپنی پوری توجہ والدہ کی طرف مبذول کردی، ان کے مشورے سے ہی تمام کام بروئے کار لاتے اور ان کی کما حقہ خدمت فرماتے۔ اپنی پیرانہ سالی میں بھی آپ نے ان کی خدمت کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی، اور کیوں نہ ہو میرے آقا ﷺ کا ارشاد ہے:

''ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے۔''

جب آپ دارالعلوم تنویر الاسلام میں تعلیم دینے کے لئے گھر سے نکلتے تو سب سے پہلے اپنی والدہ محترمہ کی بارگاہ میں تشریف لے جاتے۔ قدم بوسی کرتے، سلام کرتے، پھر اجازت لے کر گھر سے نکلتے، اگر کہیں پروگرام میں جانا ہوتا تو اسوقت بھی آپ والدہ ماجدہ کی اجازت کے بغیر نہ جاتے، آپ والدہ محترمہ کی ہر بات پوری کرتے، اگر ان کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو اسے منگوا کر پیش کرتے پھر مدرسہ آتے، یہی وجہ تھی کہ وہ ہمیشہ نہ یہ کہ صرف حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کے لئے دعائیں کرتیں بلکہ ان کے مریدین ومتوسلین کے لئے

بھی دعائے خیر کیا کرتی تھیں۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انھیں دوران حج ایک جذبہ والہانہ کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں یہ دعائیں کرتے سنا۔

"اے رب کریم ہمارے مولانا بابو سے جو لوگ سلسلہ عالیہ قادریہ، برکاتیہ، رضویہ، نوریہ ونظامیہ میں داخل ہوں تو اپنے کرم سے ان کی مغفرت فرما۔"

اوراس میں کوئی شک نہیں کہ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ ماں، باپ کی دعاء اپنی اولاد کے حق میں ایسے ہی ہے جیسے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعا ان کی امت کے حق میں۔ ان کی دعائیں رائگاں نہیں جاتیں، اسی لئے ہمارے اسلاف کہا کرتے ہیں کہ والدین کو ہمیشہ اپنے بچوں کے لئے دعائے خیر کرتے رہنا چاہئے۔ اگر مبادا، بچوں سے کوئی خطا اور گستاخی بھی سرزد ہوجائے تو بھی ان کے لئے بددعا نہ کریں کیونکہ اولاد تو آپ ہی کی ہے، اگر انھیں کوئی تکلیف ہوگی تو بلاشبہ والدین کو تکلیف ہوگی۔

بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک

آپ اپنے بھائیوں (جناب اکرام الدین صاحب وجناب مرحوم انعام الدین صاحب) اوران کی اولاد سے کافی محبت فرماتے اوران کے ساتھ حد درجہ لگاؤ رکھتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے پوتے حضرت مولانا سعید صاحب نظامی فرماتے ہیں کہ:

"حضرت جب گھر تشریف لاتے تو حکم فرماتے کہ ہمارے بھائیوں کو ساتھ میں کھانے کی اطلاع دے دی جائے جب سب لوگ حاضر ہوتے تو ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔" (خطیب البراہین نمبر، ص:۸)

گھر کے بزرگ اور بڑے لوگ خاص کر والد حضرات اگر حضور خطیب البراہین کے اس طرز عمل کو اپنالیں تو انشاء اللہ کبھی گھر میں جھگڑا فساد کی نوبت نہیں آئے گی۔

اہلیہ کے ساتھ حسن سلوک

حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ خوش بی بی (علیہا الرحمہ) پڑھی لکھی نہیں تھیں، تو آپ نے ان پر اپنا علمی رعب جمانے کے بجائے یہ مشورہ دیا کہ قرآن کی تعلیم حاصل کریں، اس کے علاوہ آپ نے گھر میں ایسی تحریک چلائی کہ کوئی قرآن کی تعلیم سے جاہل نہ رہے۔ چنانچہ ایسا ماحول بنا کہ خاندان ہی کی ایک نیک خاتون محترمہ شاہ باندی علیہا الرحمہ فی سبیل اللہ تمام عورتوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینے لگیں، انھیں کے ساتھ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی اہلیہ محترمہ نے بھی قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر لی۔

۱۹/ربیع الاول ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۷/فروری ۱۹۷۸ء بروز پیر پونے ۹ بجے آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اوراگیا، کے قبرستان میں مدفون ہوئیں۔

اہلیہ کی تیمارداری

آپ کی اہلیہ محترمہ کو انتقال سے قبل ایک مہلک بیماری لاحق ہوگئی، جس کے لئے انھیں ممبئی لے جانا پڑا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ممبئی میں بستی ضلع کے اہل ثروت کی کثرت نہ تھی، نہ ہی یہاں کے لوگ اتنے مالدار تھے کہ بڑے بڑے فلیٹوں میں رہتے اور کثیر مہمانوں کی گنجائش بھی ہوتی، چنانچہ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ، باندرہ میں اپنے ایک عزیز کے مکان پر قیام پذیر ہوئے اور

اہلیہ کو وہاں سے دور ایک بڑے ہاسپیٹل میں ایڈمٹ کرایا، علاج ہونے لگا۔ حضرت ہر روز صبح کو ناشتہ دان میں اہلیہ کا کھانا لے کر باندرہ سے بذریعہ لوکل ٹرین ،روانہ ہوتے، ہاسپٹل میں کھانا پہنچاتے، تیمارداری کرتے۔ اور دوسری صبح کو پھر اسی عمل کو دہراتے۔ یہ سلسلہ کافی دنوں تک چلتا رہا، مگر نہ تو حضرت نے کبھی ناگواری کا ظہار فرمایا اور نہ ہی تیمارداری میں کوئی فرق آنے دیا۔

(تلخیص از خطیب البراہین ایک منفرد المثال شخصیت، ص:۵۵)

آپ کی مقبولیت کے اسباب

کسی سے متاثر ہونے کی تین خاص وجہیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) اس سے مل کر، اس کے طرز زندگی کا مشاہدہ کر کے۔

(۲) کسی دوسرے سے اس کی تعریف وتوصیف سن کر۔

(۳) اس کے حالات زندگی کا مطالعہ کر کے۔

اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ مجھے یہ تینوں مواقع میسر آئے۔ ان کے رُخ زیبا کا دیدار بھی نصیب ہوا۔ ان کی ادائیں بھی دیکھیں، ان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان زبانوں سے ان کی عظمتوں کے ترانے بھی سنے، ان کی سوانح حیات پر علماء اور ادباء کی تحریریں بھی پڑھیں۔ ہر جہت سے انھیں ارفع و اعلیٰ پایا۔

ہم بجا طور پر یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ جس نے حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کو دیکھا اس نے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چلتی پھرتی تصویر دیکھی،

پیکر سنت، خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر
باعمل ایسے تھے عالم حضرت صوفی نظام

آپ کی پاکیزہ سیرت اور صورت دیکھ کر
ہر کس وناکس کے سرخم حضرت صوفی نظام

(منظر وسیم مصباحی)

وفات: یکم جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۴ر مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعرات صبح آٹھ بجے آپ علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کی آخری سانس لی اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ۱۵ر مارچ ۲۰۱۳ء بعد نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ آپ کے حقیقی جانشین اور محترم صاحبزادے حضرت العلام الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ جنازے میں ملک وبیرون ملک کے لاکھوں افراد نے شرکت کی۔

آخری بات

میں نے گذشتہ تحریر میں جو کچھ ذکر کیا یہ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کی مبارک زندگی پر ایک ہلکی سی روشنی ہے، اختصار کے پیش نظر بہت سارے گوشوں پر ذکر نہیں ہو سکا، تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ مجھے امید ہے کہ مستقبل میں مزیز کام ہوتا رہیگا، مندرجہ ذیل باتیں کہہ کر میں اپنے قلم کو لگام دے رہا ہوں:

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ولی کے لئے کرامت ضروری ہے، اور ان کی مراد اس سے یہ ہوتی ہے کہ جس سے کوئی خارق عادت امر ظاہر ہو۔ ہاتھ اُٹھائے اور پانی برس جائے۔ آنکھ بند کرے اور پل بھر میں کہیں دور پہونچ جائے، مصلیٰ بچھائے اور فضاؤں میں اڑ جائے، دریا اور سمندر پر ایسے چلے جیسے کوئی زمین پر

چلتا ہے وغیرہ وغیرہ۔تو وہ ولی ہے، مگر بزرگان دین کہتے ہیں کہ یہ کرامت تو ولایت کا ادنیٰ درجہ ہے، عام طور پر اولیائے کرام ان کا استعمال اس وقت کرتے ہیں جب سخت ضرورت پیش آجائے ورنہ وہ اسے چھپانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

البتہ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ انسان اسوۂ رسول کے سانچے میں ڈھل جائے اس کی ہر سانس سے عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو پھوٹ پڑے، جی ہاں !عشق رسول ہی انسان کی حیات ابدی کا ضامن ہے اور یہی تمام کرامتوں کا مرکز ومحور بھی۔اس کی پہچان یہ ہے کہ جس طرح مشک نہیں چھپتا، اسی طرح عشق بھی نہیں چھپتا۔جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی ہے۔اس سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔اس کی ادائیں ہی اس کے عشق کا پتا دیتی ہیں، بلاشبہ حضور صوفی ملت علیہ الرحمہ کا دل، عشق رسول کا خزینہ تھا، وہ سراپا عشق، تھے، اور جو ان کے قریب ہو گیا وہ بھی عشق والا ہو گیا، ان کی محفل میں بیٹھنے کے بعد اُٹھنے کو جی نہیں نہ چاہتا، ان کی صورت دیکھ کر نظر ہٹنے کو تیار نہ ہوتی۔

یہی وجہ ہے کہ جس نے انھیں دیکھا بے اختیار کہہ پڑا: ”یہ زندہ ولی ہیں“ اور بوقت رحلت اللہ رب العزت نے مخلوق کی عقیدت ومحبت کی زبان پر حتمی مہر لگادی۔اے میرے بندو اب میرا اعلان اپنے دل کے نہاں خانے میں محسوس کرو۔بلاشبہ میرا، یہ بندہ میرا ولی ہے۔واللہ ولی المتقین ۔ اور اللہ تعالیٰ متقیوں کا والی ہے۔داعی اسلام حضرت شیخ ابوسعید شاہ احسان اللہ صفوی فرماتے ہیں:

استقامت پر جو ہو قائم کوئی
صاحب کشف وکرامت وہی
استقامت شرط ہے اس راہ میں
فرق ہے یہ ہادی و گمراہ میں
استقامت کے مقابل بے گماں
ہیچ ہیں کشف و کرامات جہاں

ارشادات حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ

☆ علم دین کا حصول جمیع خیرات وحسنات کا سرچشمہ ہے۔
☆ نماز وتلاوت قرآن، جملہ حاجات دینی واخروی، کی ضمانت ہے۔
☆ کسی دولت مند انسان سے یہ سوچ کر ہرگز نہ ملو کہ مال کا فائدہ ہوگا۔
☆ کبھی بھی اچھی غذا پیٹ بھر کر نہ کھاؤ، کیونکہ اس سے سستی پیدا ہوتی ہے، جو عبادت میں مخل ہے۔
☆ اگر کسی کے پاس مال ہوجائے تو اسے جمع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ انسان کو زمانے میں رسوا کردیتا ہے، ساتھ ہی ساتھ ایمان کو کھوکھلا کردیتا ہے۔
☆ دین کو دے کر، دنیا حاصل کرنا سب سے بڑا خسارہ ہے۔
☆ جہاں تک ممکن ہو خدمت دین، فی سبیل اللہ کرو۔
☆ مذہبی باتیں حوالے سے پیش کرو اور اپنی طرف سے شریعت میں کسی چیز کا اضافہ نہ کرو۔
☆ صاحب ترتیب ہوجاؤ یعنی زندگی کی قضا نمازوں کو ادا کرلو۔
☆ ہر پریشانی کا علاج نماز ہے۔
☆ کوئی بھی کام دائیں جانب سے شروع کرو خواہ کپڑا پہننا ہو یا جوتا یا اور کوئی کام۔
☆ ہمارا کوئی بھلے لے لے، ہم کسی کا نہ لیں۔
☆ ہر عمل، رضائے الٰہی کے لئے ہونا چاہئے۔
☆ اللہ تعالیٰ سے بزرگوں کی محبت مانگو۔
☆ علم غربت (مسافرت) چاہتا ہے۔
☆ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرو۔
☆ مہمان کی ضیافت اپنی حبیب خاص سے ہونی چاہئے۔

مذکورہ بالا ارشادات حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ نے مختلف مواقع پر ارشاد فرمائے۔ جو قرآن و حدیث اور اقوال سلف صالحین کا خلاصہ ہے، ان ارشادات وفرمودات کی روشنی میں اگر ہم اپنی زندگی کے شب و روز گزارنے کی کوشش کریں تو انشاء اللہ ہمیں دنیا اور آخرت دونوں کی سرخروئی حاصل ہوگی۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ نجات
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

منقبت

پیرومرشد کا ہمارے جو دیوانہ ہوگا　　اس کے چہرے پہ اُجالا ہی اُجالا ہوگا
ڈوب کر عشق میں جو ان پہ فدا ہوجائے　　مرتبہ اس کا زمانے میں دوبالا ہوگا
جن کے رخسار کو دیکھا تو کہا مومن نے　　رب کا محبوب ہے اور عاشق بطحا ہوگا
شان وعظمت جو نظر آئی ترے جلوے میں　　بالیقیں جلوہ فاروق کا جلوہ ہوگا
بے نیازی کی جو فطرت تھی دل مرشد میں　　شان صدیق کا اس قلب پہ سایہ ہوگا
مثل مہتاب اگر چمکے شب تار میں تو　　شکل مرشد میں وہ سرکار کا صدقہ ہوگا
زندگی میں ہی لقب جس کو ملا، زندہ ولی　　وہ کوئی اور نہیں پیر ہمارا ہوگا
خوشبوئے بادجناں آئیگی اس پھول سے بھی　　خاک تربت سے جسے تو نے اُٹھایا ہوگا
مفتی اعظم ملت کی جھلک تھی جس میں　　جس کی ہر بات میں پیغام رضا کا ہوگا
آل برکات کی چوکھٹ کا یہ پروردہ ہے　　ہاتھ میں ان کے سدا نوری پھریرا ہوگا

آج عارف تری باتوں میں جو شیرینی ہے
نام مرشد کا ترے ذہن میں آیا ہوگا

منقبت

کسقدر ہے ذی وجاہت صوفی ملت کی ذات — بالیقیں ہے اک کرامت صوفی ملت کی ذات
جسکی رگ رگ میں بسا تھا ذکر رب عشق رسول — جسکا ہر لمحہ عبادت صوفی ملت کی ذات
زینت بزم سنن ہیں شمع بزم مصطفی — منبع علم و صداقت صوفی ملت کی ذات
کہتے تھے اہل جہاں زندہ ولی جس ذات کو — ہے وہی سر ولایت صوفی ملت کی ذات

ہیں مثال شمع روشن درمیان اولیاء — نورایماں کی علامت صوفی ملت کی ذات
سنتوں کے آئینے میں ہر قدم جنکا اُٹھا — پیکر زہدو شرافت صوفی ملت کی ذات
ان کی خدمات جلیلہ پر بجا ہے یہ کہوں — فرد کیا؟ تھی اک جماعت صوفی ملت کی ذات
احسن العلماء نے جن کو کردیا اتنا حسن — ہوگئی رشدو ہدایت صوفی کی ذات

انکے دامن میں ملیگی تم کو اے عارف نجات
کیونکہ ہے بحر سخاوت صوفی ملت کی ذات

تقریظ

حضرت مولانا مظہر علی نظامی علیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

زبدۃ العارفین، سلطان الواعظین، عمدۃ المدرسین، حضور خطیب البراہین ،علامہ مفتی، الشاہ صوفی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں، میری کیا بساط کہ ان کی مبارک زندگی کے حوالے سے کچھ رقم کروں، لیکن یہ تمنا ضرور ہے کہ انکے نام کا ذکر کر کے اپنا نام کرلوں، میرے بچپن کے جگری دوست مولانا محمد غیاث الدین احمد عارف مصباحی نظامی صاحب نے کتاب ''حیات خطیب البراہین'' میں بڑے لطیف پیرائے اور آسان لب ولہجے میں حضرت کی مبارک حیات طیبہ کے مختلف گوشوں پر گفتگو فرمائی ہے، جو یقینا ہمارے لئے مشعل راہ ہدایت ہے۔

حقیت یہ ہے کہ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، میدان درس وتدریس ہو یا میدان تحریر، میدان خطابت ہو یا فقاہت، میدان مناظرہ ہو یا مجاہدہ، وہ ہرفن میں درجہ کمال کو پہونچے ہوئے تھے۔ زہد و ورع ، عفت و پارسائی، تقوی و طہارت، علم وحکمت، فضل وکمال، توکل واستغنا، شرم وحیا، تواضع وانکساری، صبر وتحمل، ایفائے وعدہ، سادگی وکفایت شعاری، حلم و بردباری، ایثار وقربانی، سخاوت و فیاضی، عاشقان رسول سے الفت ومحبت میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ علیہ الرحمہ ان پیران طریقت میں سے تھے جو اپنے مریدین کے دلوں کی دنیا بدل دیتے تھے، میں جب حضرت سے بیعت ہوا تو آپ نے بڑی پیاری نصیحت فرمائی، فرمایا: ''ہر مشکل کا حل نماز میں ہے'' میرے کانوں میں آج بھی ان کے محبت بھرے لب و لہجے کا شیریں ترانہ رس گھول رہا ہے، یقیناً ہر درد کی دوا نماز میں ہے شرط یہ ہے کبھی ہم اسے محبت الٰہی میں غرق ہو کر پڑھیں تو سہی ،آج ہم نے تو نماز کو بھی فیشن بنالیا ہے، جی میں آیا پڑھ لیا، جی میں آیا ترک کر دیا ،کاش ہمیں اپنے آقا کا یہ درد بھرا پیغام ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے'' سمجھ میں آجاتا۔ میرے پیر و مرشد حضور صوفی نظام الدین صاحب علیہ الرحمہ چوں کہ ایک سچے عاشق رسول تھے، اس لئے ان کی یہی دلی خواہش تھی کہ میرے آقا کا ہر امتی دیندار اور غلام احمد مختار ہو جائے، اسی لئے آپ علیہ الرحمہ ہمیشہ اپنے مریدین و متعلقین و متوسلین کو غیر شرعی امور سے روکتے رہتے تھے، اور انھیں عبادات و ریاضات کی طرف متوجہ کرتے تھے، آپ کبھی کسی پر اس لئے نہیں ناراض ہوے کہ اس نے اچھا کھلایا نہیں یا اچھا پہنایا نہیں، یا نذرانہ کم دیا ، یا ادب سے گفتگو نہیں کی، البتہ کوئی غیر دیندار ملا، بے داڑھی والا ملا، بے نمازی ملا، غیر روزہ دار ملا، وغیرہ ،تو آپ ضرور اس کو تنبیہ فرماتے ،محبت سے سمجھاتے ،ضرورت پڑتی تو پھٹکار بھی لگاتے۔ نبی کے چاہنے والوں سے پیار کرتے ، نبی کے دشمنوں کے لئے خنجر خونخوار تھے۔

آپ اس خاندان میں پیدا ہوئے جس کی پہلے سے کوئی شہرت نہ تھی ،نہ زمیں دار تھے ،نہ خانقاہی تھے ،ہاں! یہ ضرور تھا کہ آپ کا گھرانہ دیندار تھا، شریعت کی پاسداری تھی، عشق رسول کا ماحول تھا، آپ کے پس پشت کوئی بڑا ہاتھ نہ تھا، بلکہ آپ نے اللہ کی عطا ، اپنی محنت و مشقت اور عبادت و ریاضت کے ذریعہ وہ مقام حاصل کر لیا جس پر بڑے بڑوں کو رشک ہے، اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے جو چاہے عطا کر دے۔ وہ چاہے تو ذرے کو آفتاب ،قطرے کو سمندر اور ادنی کو اعلی کر دے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
جسے چاہے اس کو نواز دے یہ در کریم کی بات ہے

غلام اولیاء
مظہر علی نظامی علیمی
خادم: دار العلوم رضویہ اہل سنت رستم پور، پوسٹ سنیچرا بازار، سنت کبیر نگر

تقریظ

حضرت مفتی محمد شمس الدین نظامی علیمی صاحب قبلہ

اس کائنات آب و گل میں کچھ ایسے مردان حق آگاہ ہوتے ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں ہوتے ہیں، انھیں پاکباز ہستیوں میں سے حضرت العلام مفتی الحاج الشاہ صوفی محمد نظام الدین المعروف بہ خطیب البراہین علیہ رحمۃ اللہ المتین بھی ہیں۔ جو بنجر زمین پر قدم رکھ دیتے تو سرسبز و شاداب ہو جاتا، ویرانے میں چلے جاتے تو شہر بن جاتا، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا ہے: "الذین اذا رؤا ذکر اللہ" جنھیں دیکھ کر خدا یاد آجاے، جن کی صحبت میں بیٹھ کر، جن کے اخلاق و کردار، عادات و اطوار کا مشاہدہ کر کے، انسان اس پر گامزن ہو جائے تو اللہ کا محبوب بن جائے۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا گیا ہے، اللہ تبارک و تعالی کا ارشاد ہے: ''میں زمین والوں پر اپنا عذاب نازل کرنا چاہتا ہوں لیکن اپنے ان بندوں کے سبب جو شب و روز میری یاد میں گذارتے ہیں، عذاب کو اٹھا لیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ جس جگہ میرا محبوب بندہ ہو میں وہاں اپنا عذاب نازل کروں''۔ جی ہاں! حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات بھی انھیں پاکباز ہستیوں میں سے تھی جو اللہ پاک کے سچے محبوبوں میں شامل ہیں، جنھوں نے اپنی پوری زندگی اسوۂ رسول ﷺ کے سانچے میں

ڈھال کر گذار دی، یہی وجہ ہے کہ آج دنیا انھیں یاد کر رہی ہے، کیونکہ ان کی بے داغ اور پاک زندگی، بلند کردار، مثالی اخلاق وکردار نے ہمارے دلوں کو مسخر کر لیا ہے۔ ہمارے دوست مولانا غیاث الدین احمد عارف مصباحی نظامی صاحب نے انکی زندگی کے مختلف گوشوں کو اس رسالے میں بیان کیا ہے۔ جو یقینا ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالی انھیں اجر جزیل عطا فرمائے، اوران کی اس کاوش کو مقبول فرمائے۔ **آمین بجاہ النبی الکریم**